سب نے بتادیا کہ مقرر تو ہمارا رب ہی اور اگر بغیر پہنچوانے پوچھتا کہ مین کون ہون تو عقل اگرچہ
پہچان نہ سکتی مگر اپنی عادت بموجب غور مین ہو جاتی اور اُسپر ہجوم کرنے چاہتے مگر حق تک پہونچتی
کیونکہ عقل ایک چیز کے نہایت تک پہنچتی ہی اور اُس سبحانہ کا نہایت نہین اسیواسطے وہ عقلونکے
ہجوم کرنے سے الگ ہی اور یہ کہ اُسکو کوئی تحصیل کرے اور پاوے اس سے پاک ہی کیونکہ اُس چیز کو
تحصیل کر سکتے اور پا سکتے ہین جو زمان اور مکان کا مقید ہوتا ہے اور وہ سبحانہ اس سے پاک
اور دوسرے یہ کہ غائب کو حاضر کرنیکو اور حاضر مین تصرف کرنے اور اسکو اپنے قابو مین لینے کو تحصیل
اور پانا بولتے ہین سو جسکو وہ سبحانہ حاضر معلوم ہوتا ہے وہ اُسکو حاضر کسطرح کریگا اور جسکو وہ غائب
معلوم ہوتا ہی سو اُسپر تصرف نہین کر سکتا اور تمام صوفیہ نے اجماع کیا اسبات پر کہ اللہ تعالیٰ [illegible] وہی
پہچانتا ہے جسکو عقل ہی کیونکہ عقل آلہ اور ہتیار ہی بندے کا کہ اُس سے عقل والا بندہ پہچانے
اس چیز کو کہ اللہ پہچنواتا ہے اور وہ آپ ہی آپ نہین پہچان سکتی اللہ عزوجل کا اور [illegible]
کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تب اُس سے کہا مَنْ اَنَا مین کون ہون [illegible]
رہی تب اسکو اللہ تعالےٰ نے وحدانیت کا سرمہ دیا اور عقل کی دونون آنکھو کو کھول دیا
تب عقل نے کہا اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ تو اللہ ہی کوئی معبود برحق تیرے سوا نہین تو دیکھو
عقل کو یہ طاقت نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو بغیر اللہ کے پہچنوائے پہچانے پھر اختلاف کیا صوفیہ نے معرفت
مین کہ معرفت کیا چیز ہے سو جنید نے کہا کہ معرفت کیا ہے کہ تیری جہل اور نادانی کا پایا جانا اُس کا
علم قائم ہونیکے پاس یعنی جب اُس کا علم اور جاننا قائم اور موجود ہو تب اُس جاننے کے پاس تیرے
نجاننا پایا جاوے اور جہل نادانی موجود ہو لوگون نے کہا کہ کچھ زیادہ بیان کیجئے کہا وہی پہچاننے والا
ہے اور وہی پہچانا گیا ہے اسکے یہ معنے ہین کہ تو جاہل ہے اس راہ سے کہ تو ہی اور تونے جو اسکو
پہچانا ہے تو اسی راہ سے کہ وہ وہی اور سہل نے کہا کہ معرفت کیا ہے کہ اپنی جہل اور نادانی کا پہچاننا
لوگون نے ذوالنون سے کہا کہ تونے اپنے رب کو کسطرح پہچانا کہا کہ جب مینے کسی گناہ کا قصد کیا
اُسیوقت اللہ تعالیٰ کے جلال اور اسکی قہر کی شانکو یاد کیا تب مین اُس سے شرما گیا کہ وہ میرے

پاس ہے ذوالنون نے اللہ تعالیٰ کے اپنے پاس ہونیکے پہچاننے کو اپنی معرفت کی دلیل ٹھہرایا علیان
مجنون سے لوگون نے کہاکہ تیرا حال اپنے مولی کے ساتھ کیسا ہے کہاکہ مین نے اُسکی نافرمانی نہ کیا
جب سے اُسکو پہچانا کہاکہ جب سے لوگون نے مجھکو مجنون پکارا علیان مجنون نے اپنے اللہ سبحانہ کے
پہچاننے کی دلیل اسبات کو ٹھہرایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدر اور منزلت کی تعظیم اُسکو حاصل تھی کہ اُسکی تعظیم کے
سبب سے نافرمانی نکرتا تھا اور سہل نے کہاکہ پاک ہے وہ خالق کہ نہین پاتے ہین بندے اسکی معرفت
مین سے سوائے عاجز ہونیکے اسکی معرفت سے اللہ سبحانہ کی معرفت سے عاجز ہونا ہی اسکی معرفت ہے
یعنی جسقدر اُسکی عظمت اور تنزیہ کو سمجھے گا اُسقدر اسکی ذات کے پہچاننے سے اپنے تئین عاجز سمجھے کہ رسالہ
قشیری مین لکھا ہے کہ مشائخ نے معرفت کے بیان مین کلام کیا ہے سو جیسا حال جسپر واقع ہوا ہے ویسا وہ
شخص بولا ہے اور جو چیز اپنے وقت مین یعنی اس حالت مین جو اُسپر غالب ہے پایا اُسی کیطرف اشارہ کیا
... بات رسالہ قشیری کی سنو وہ یہ ہے ابو بکر شبلی کہتے تھے کہ عارف کو کچھ علاقہ نہین رہتا اور
... لو وہ اور گلا کرنا نہین رہتا اور بندیکو کوئی دعوے نہین رہتا یعنی جب بندہ بن جاتا ہے تب
... تا بعد ازین جاتا ہے کسی بات مین عذر اور دعوی نہین کرتا اور ڈرنے والیکو قرار نہین رہتا اور کسیکو
اللہ سے بھاگنے کی طاقت نہین ہوتی اور شبلی سے معرفت کا حال پوچھا گیا تب کہاکہ اول معرفت کا
اللہ ہے اور معرفت کے آخر کا وہ حال ہے جسکا نہایت نہین ہے اور رویم نے کہاکہ عارف
کو واسطے ایک آئینہ ہوتا ہے جب اُسمین نظر کرتا ہے تب اُسکا مولا اسکے واسطے تجلی فرماتا ہے
یعنے اُسکے قلب کا آئینہ صاف ہوتا ہے اُسمین توحید کا جمال کھل جاتا ہے ابو یزید سے عارف کا
حال پوچھا تب کہاکہ عارف اپنی نیند مین غیر اللہ یعنے اللہ کے سوا نہین دیکھتا اور نہ جاگنے مین
اللہ کے سوا کچھ دیکھتا ہے اور نہ موافقت کرتا ہے غیر اللہ سے اور نہ غیر اللہ کو دیکھتا ہے

چوتھی فصل تصوف کے ارکان کے بیان مین

...رف مین لکھا ہے کہ ارکان تصوف دس ہین اُن مین سے پہلا رکن تجرید التوحید دوسرا

فہم السماع تیسرا حُسنُ العِشرہ چوتھا ایثارُ الایثار پانچوان ترکُ الاختیار چھٹا سرعۃُ الوجد
ساتوان الکشفُ عنِ الخواطر آٹھوان کثرۃُ الاسفار نوان ترکُ الاکتساب دسوان تحریمُ
الادخار تجرید التوحید کے یہ معنے کہ موحد کو کسی چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مشابہ اور مثل ہووے
خیال نگذرے اور اللہ تعالےٰ کے بیکار ہونیکا خیال نگذرے یعنی خیال نگذرے کہ کسیوقت اللہ نکما
ہوتا ہے اور فہم السماع کے یہ معنے کہ اللہ رسول کے کلام اور دین کے احکام اور مسائل کو اپنے حال کے
ساتھ سُنے فقط حال کے ساتھ نہین یعنی جو کچھ سُنے سو اسکا حال ہو جاوے یعنے اُسپر اعتقاد اور عمل
کرنا بغیر بناوٹ کے اسکا حال ہو جاوے یہ نہین کہ فقط اُس بات کا علم حاصل ہو جاوے اور حسن
العشرہ کے یہ معنے کہ خوبی کے ساتھ صحبت رکھنا اور خوبی کے ساتھ زندگانی کو خوش خرم گذارنا اور
ایثار الایثار کے یہ معنے کہ غیر کے بھلا کرنے اور فائدے کو لپنے جان کے بھلے اور فائدے پر مقدم کرے
تاکہ غیر کے بھلے اور فائدے کو مقدم کرنے کی فضیلت حاصل ہو عوارف مین لکھا ہے کہ ایثار کے یہ معنے
نہین ہین کہ آدمی کو چن چن کے اور پسند کر کے اُسکے فائدے کو مقدم کرے بلکہ یہ معنے ہین کہ
خلق کے حقوق کو اپنے حق پر مقدم کرے اور اسبات مین فرق نکرے اپنے بھائی اور یار اور جان پہچان
والے اور غیر کا اور لوگونکے روایت کیا ہے کہ ابو الحسن انطاکی کے پاس تیس اور کئی مرد جمع ہوئے
ایک گانو نمین رے کے قریب اور اُنکے پاس گنتی کی کئی روٹیان تھین اسقدر کہ اس سے اُنمین
پانچ آدمی کا پیٹ نہ بھرے تب روٹیونکو توڑا اور چراغ کو بجھا دیا اور سب لوگ کھانے کو بیٹھے پھر
کھانیکو اُٹھایا جاتا کہ لوگ کھا چکے تو دیکھتے کیا ہین کہ کھانا جیون کا تیون ہے کسی نے نہ کھایا اپنے
مسلمان بھائی کے کھانے کو اپنے کھانے پر مقدم سمجھکر کہ ہم نکھاوین تاکہ دوسرا آسودہ ہو اسیطرح
سمجھا اور ترک الاختیار کے یہ معنے کہ اللہ تعالےٰ نے جو بندے کو اختیار دیا ہے اُس اختیار پر یقین بے
نہایت توکل کے سبب سے اپنے کام کو اللہ پر چھوڑ دینا اور لکڑی پتھر کیطرح جسے اُسکے حکم کے آگے
بن جانا جہان پھینکا وہان جا پڑے جہان رکھا وہان رہ گئے جو کہا سو کیا جو منع کیا سو نکیا
سرعۃ الوجد کے یہ معنے کہ جو چیز اسکے دلمین اچھے حال کو اُبھارے اُس چیز سے اپنے باطن کو کسی وقت خالی

مثل ذکر تلاوت نماز وغیرہ کے بلکہ انہین مشغول رہے تاکہ جلد جلد اچھا حال آتا رہے اور جو چیز کہ حق کے
زواجر اور منع کے سُننے اسے اُسکو باز رکھے وہ چیز اپنے باطن مین بھرے مثل بےحیائی اور گناہ کے
کام کے اور کشف عن الخواطر کے یہ معنے کہ اسکے باطن مین جو خیالات گذرین اُن سب مین کھوج اور
تلاش کرتا رہے سو جو خیال کہ حق کیواسطے ہو اُسکی تابعداری کرے اور جو اُسکے واسطے نہو اُسکو چھوڑ دے
اور کثرۃ الاسفار کے یہ معنے کہ عبرت پکڑنے اور دوسرے کا بھلا برا دیکھ کے لینے اور قیاس کرنے کیواسطے
ملک مین سیر کرے فرمایا اللہ تعالے نے سورہ روم مین اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ
کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ کیا پھیرے نہین ملک مین جو دیکھین آخر کیا ہوا انسے اگلونکا اسکے معنی مین لوگونے
بیان کیا کہ زمین مین سیر کرو معرفت کی روشنی کے ساتھ نکرت کی تاریکی کے ساتھ نہ سیر کرو اور اسباب کو
چھوڑ کے مسبب پر نظر کر کے اور اپنی جان سے ریاضت اور محنت لینے کیواسطے سیر کرو اور ترک الاکتساب
کے یہ معنے کہ کسب کو ترک کرنا اپنے نفس سے توکل کا مطالبہ کرنے کو تعرف مین اسیقدر ہے اور یہ
اکیلے آدمی کیواسطے ایک امر مباح کا چھوڑنا ہے ایک فرض کے حاصل کرنے کیواسطے یعنی توکل فرض ہے
اور ایمان سے آگاہی جیسا کہ توکل کے بیانمین معلوم ہوگا سو بھی علی العموم بلکہ انھین کے واسطے
جنھون نے مثل اصحاب صفہ کے اپنے اوپر توکل کے کمال حاصل کرنے کو لازم کر لیا ہے اس مضمونکی
شرح کیواسطے تعرف کے مضمون کو ہم مشرح کر کے لکھتے ہین مکاسب کے بیانمین تعرف مین لکھا ہے
کہ صوفیہ کا قول کسب کے مقدمہ مین یہ ہے کہ بڑے بڑے صوفیون اور خاص لوگون نے اجماع کیا
ہے ساری تجارتون اور سارے پیشونکے مثل گھانس لکڑی بیچنے اور سینے اور بنے اور کتابت
کرنے وغیرہ کسب کے مباح ہونے پر جسکو شریعت نے مباح کیا ہے اس شرط پر کہ اُس کسب کو بیداری اور
ہوشیاری اور توکل اور احکام فقہی پر ثابت رہنے اور شبہون سے پرہیز کرنے کے ساتھ کرے
اور کسب کیا جاتا ہے آپس کی مدد کرنے کیواسطے اور طمع سے باز رہنے اور دوسرون کے دینے
کیواسطے اور ہمسایہ پر مہربانی کرنے کے واسطے اور جس شخص کے ساتھ دوسرے لوگ لگے ہین
جنکا نفقہ اُسپر فرض ہے تو اُس شخص پر کسب کرنا فرض ہے اور جنید رحمۃ اللہ علیہ کے

نزدیک شرط مذکور کے ساتھ کسب کرنے کا طور اُن عمال کے طور پر ہے جو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر دیتے ہین مثل نفل نماز روزے کے تو بندہ کسب مین ویسا ہی مشغول ہو جیسا کہ جو نوافل کہ اُسپر مندوب اور مستحب ہین اُنکے ادا کرنے مین مشغول ہوتا ہے یہ سمجھ کے نہین کہ روزی کسب کرنیسے ملتی ہی اور کسب سے فائدہ اور منافع ہوتا ہے یعنے کسب بھی عبادت ہی مگر فرض عبادت کے طور پر اُسکے اہتمام مین دن رات لگا رہے بلکہ نفل عبادت کے طور پر کر لیا کرے اور روزی کا ملنا اور فائدہ کا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور رسالہ سہروردی مین فرماتے ہین کہ صوفیہ نے اجماع کیا کسب اور تجارتون اور ہنرونکے مباح ہونے پر آپسمین نیکی اور پرہیزگاری کی مدد کرنے کے واسطے بغیر اسکے کہ اُسکو روزی کھینچنے کا سبب سمجھے کہ یہ پیشہ روزی کو کھینچ لاتا ہے اور آدمی کا آخری کسب سوال ہی اور جسکے عقل اور قوت سلامت ہے اُسکو سوال درست نہین انتہیٰ ساری کتاب کا مضمون ایک ہی تقریر مین فرق ہے غرض یہ کہ جنید کے نزدیک کسب کا درجہ مباح سے بڑھ کے ہے اور جنید کے سوا دوسرونکے نزدیک اکیلے آدمی کیواسطے مباح ہے اُسپر واجب نہین ہے مگر کب مباح ہی جب کسب اُسکے توکل مین خلل نہ ڈالے اور اُسکے دین کو نقصان نکرے یعنے اُسکو کسی طاعت سے باز نہ رکھے کیونکہ ان دونون صورتمین کسب حرام ہو جاویگا جیسا کہ مینہ اور سونا مباح ہے اور نماز کیوقت مین حرام اب ان دونون صورتمین ترک الاکتساب بلاشبہہ دین کے ارکانمین داخل ہے دین مین نقصان آنیکی صورتمین وطن اور روزگار وغیرہ کا چھوڑنا فرض ہے ایسا ہی حال دیکھ کے حضرات صوفیہ نے ترک الاکتساب کو رکن مقرر کیا اور مشغول رہنا حق کے وظائف مین بہت بہتر اور لائق ہے اور جب توکل صحیح اور درست ہووے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا ہو تب کسب کو ترک کرنا اور اُس سے منھہ پھیرنا واجب ہو اور یہ حال ہے ایسے حال والے کے واسطے بھی ترک الاکتساب کو جو دسون ارکان مین داخل کیا ہے تو کچھ خلاف نرہا اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ نماز کا بعضا رکن بعضے شخص پر سے ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ قیام بیمار پر سے ساقط ہو جاتا ہے اسطرحسے ترک الاکتساب عیال دار پر سے اور جو شخص ایسا ہی کہ تکلیف مین اللہ تعالیٰ کی شکایت کرے اُسپر سے ساقط ہو جاتا ہی اگر حضرات صوفیہ علی العموم ہمیشہ کیواسطے سب کے لئے کسب کا ترک کرنا کہتے تو یہ بات خلاف شرع

ہوتی اور حق یہ ہے کہ صوفی کا مذہب سنت کی اتباع ہے کسیوقت کے مناسب کسب کے ترک کرنمین
بعضے اصحاب کی اتباع دیکھتے ہین اور کسیوقتمین کسب کرنمین اتباع دیکھتے ہین ہر حال مین سنت
کی تباع کی نیت رکھتے ہین جیساکہ تعرف مین کہتا ہے اور سہل نے کہاکہ توکل والے کو کسب کرنا صحیح اور
ٹھیک نہین مگر سنت کی اتباع کی راہ سے توکل والے کو بھی کسب کرنا صحیح اور درست ہی یعنی یہ سمجھ کے
کہ پیغمبرون اور بزرگون نے کسب کیا ہے مین بھی اُنکی موافقت کیواسطے کسب کرون تاکہ اُنکی متابعت
اور موافقت کے طفیل سے میری نجات ہو جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے اکیسوین سپارہ سورہ احزاب
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۵
تم کو بھلے تھی سیکھنے رسول کی چال جو کوئی کہ امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہو اللہ کو
بہت سا اور غیر متوکل کو کسب کرنا مباح نہین ہی مگر آپس کی مدد کیواسطے یعنی بال بچی کی اور جنکا نفقہ فرض
ہے اُنکے کیواسطے تاکہ خلق کا دل مجھ سے بے فکر رہے اور مجھ سے خلق کو نفع پہونچے اور یہ اصل مسلمانی
اُٹھانے اورون کا بوجھ لے چلنا اور اپنا بوجھ کسی پر نہ رکھنا ابراہیم ادہم جب مکہ معظمہ مین مقیم تھے تب حرم کے
حد سے باہر نکلجاتے اور لکڑی لاتے اور بازار مین پکارتے کہ مَنْ يَشْتَرِي الطَّيِّبَ بِالطَّيِّبِ یعنی کون پاک
چیز کو پاک مال سے خریدتا ہے تب لوگ جتنی قیمت پر مانگتے بیچ ڈالتے اور دیر نکرتے خلاصہ یہ ہے کہ صوفیہ کے
گروہ کے خاص لوگون نے جو کسب کو مباح کہا فرض نہ کہا تو اس سبب سے کہ اپنے اندر ایسا توکل پایا کہ
اگر بھوکھ سے مرجاتے تو اللہ تعالی کی شکایت کا مضمون اُنکے دلمین نا گذرتا تو جو شخص اس مقام مین پہنچے
اُسپر کسب کرنا فرض نہو اور یہ حال ہو اور جسکو صبر اور طاقت نہو اور اللہ تعالی کا شکوہ شکایت کرے
یا سوال کرے اُسپر کسب کرنا فرض ہو لیکن بزرگ لوگ اگرچہ کسب کو فرض نہین کہتے مگر مباح جانکے
اُسمین مشغول رہتے ہین تاکہ خلق کا دل اُنمین مشغول نہو کیونکہ وے تو اپنے حال کے سبب سے اور اپنے نفس کو
تربیت کرنے اور توکل سکھانے کے واسطے دوا کے طور پر کسب کو ترک کرینگے اور نادان لوگ جانینگے
کہ یہ بڑے تارک دنیا ہین اور اُنپر ہجوم کرینگے غرض تصوف کے ارکان مین جو کسب کا ترک کرنا داخل
کیا تو اپنے نفس کو توکل کی تعلیم کیواسطے جیساکہ طالب العلم لوگ بھی کسب کو ترک کرتے ہین تو اُسپر کچھ اعتراض

نہین ہوسکتا ہان اوپر جنید کے سوا دوسرون کے قول مین توکل درست ہونیکی صورت مین جو کسب ترک کرنیکو واجب کہا ہے سو وہ ایک حال ہے انکا حال دلیل بھی نہین ہوسکتا اور اُنپر ملامت بھی نہین ہوسکتی اصحاب صفہ بھی کسب کو ترک کئے تھے مگر اُنمین شک نہین کہ امیر المومنین عثمان رضہ اور عبدالرحمن رضہ صحابی اصحاب صفہ سے افضل تھے اگر متوکل کو کسب کا ترک کرنا بہتر ہوتا تو اصحاب صفہ افضل ہوتے مگر اصحاب صفہ ایک حال مین تھے انپر کچھ اعتراض نہین ہوسکتا کیونکہ شارع نے اُنپر اعتراض نکیا اور اُنکا حال دلیل بھی نہین اسیواسطے اُس قول کے بعد جو سہل کا قول ہے اُنہین توکل والے کیواسطے بھی سنت کی اتباع کی راہ سے کسب کو درست کہا اور صحابہ اور اولیاء اللہ کا کسب کرنا لکڑی بیچنا ظاہر ہے تو بس کسب کرنا تصوف مین افضل اور دوا کی راہ سے کسب کا ترک کرنا کیلئے آدمی کیواسطے توکل کامل حاصل کرنیکی نیت سے اصحاب صفہ کے قصونکی اتباع کرکے رکن ٹھہرایا تو اب اُنپر اعتراض نرہا اور اُن لوگون کے اور سب دوسرے قول فعل سے اُنکی نیت بھی بخیر معلوم ہوتی تھی اور اس زمانے مین جو بعض عیال دار کسب کو ترک کر بیٹھے ہین سو انکے قول و فعل سے اُنکی نیت بھی معلوم سو یہ صوفی ہین غرض یہ کہ ترک الاکتساب جو تصوف کے ارکان مین داخل ہے سو عموماً سب کے واسطے نہین ہے جیسا کہ اوپر کے بیان سے بخوبی معلوم ہوا اور یہ بھی ہے کہ چونکہ ترک الاکتساب صوفی کا کام ہے اور تصوف کے کمال کی نشانی کہ وے لوگ کسب اور پیشہ پر اعتماد اور بھروسا نہین کرتے اسواسطے اُسکو ارکان تصوف مین داخل کیا اور یہ بھی ہے کہ ترک الاکتساب کی حقیقت دریافت کرنا کہ کسکے واسطے کسب کا ترک کرنا افضل ہے اور کسواسطے کسب کرنا افضل ہے یہ ارکان تصوف مین داخل ہے جیسا کہ یہ مضمون ابو النجیب سہروردی قدس سرہ کے رسالہ کے مضمون سے صاف ظاہر ہے فرماتے ہین کہ اجماع کیا ہے صوفیہ نے اسبات پر کہ جس شخص نے روزی طلب کرنیکے اہتمام کو ترک کیا ہے اور روزی پہونچانے کا ضامن جو اللہ ہے سو اُسکی ضمانت پر بھروسا کیا ہے تو ایسے شخص کیواسطے پیشے اور کاریگریونکے اشتغال کا ترک کرنا اور طاعت کیواسطے اپنے تئین فارغ رکھنا نہایت بڑی بات اور افضل ہے مگر یہ کہ سب کے نزدیک مجلس اور اکیلا مکان اور لوگون سے ملنا جلنا اور کنارے رہنا

برابر ہے اور ہر حال مین اللہ تعالی کی قدرت کو دیکھتا ہے ایسے شخص کیواسطے اشتغال کا ترک کرنا افضل نہین اور بعضے صوفیہ نے کہا کہ رزق کے اہتمام مین ایسا نہ لگے رہو کہ رزاق پر روزی نہ پہونچانے کی تہمت لگاؤ اور اُسکی ضمانت پر بھروسا نکرو اور بعضے صوفیہ سے کسی نے پوچھا کہ کہانسے اور کس مکانسے کھاتے ہو تب کہا کہ اگر کہین سے اور کسیکے مکان سے ہوتا تو فنا ہوتا یعنے ہمیشہ نہ ملتا اور اُسکا کیا اعتبار تھا اور دوسرے صوفی سے کسینے پوچھا کہ کہانسے کھاتے ہو تب کہا کہ مجکو کھلاتا ہے اُس سے پوچھہ کہ کہانسے وہ مجکو کھلاتا ہے انتہے اس قصہ سے یہی سمجھا گیا کہ ان لوگون کو اللہ پر ایسا توکل ہوتا ہے کہ روزی کے مقدمہ مین اُسکے سوا کسی کا خیال مطلق نہین رہتا اور عوارف کے تیسوین باب مین ہے کہ بعضے صوفیہ کی حکایت ہے کہ اُسکے دلمین رزق کے اہتمام کرنے کا خیال گذرا یعنے یہ خیال گذرا کہ روزی کے اہتمام کیواسطے کوئی کسب کرنا چاہیئے پھر بعضے صحرا اور کشادہ میدان کیطرف جانے [illegible] ایک چکور اندھا اور لنگڑا اور کمزور دیکھا تب متعجب ہو کے اُسکے حال مین غور کرنے لگا کہ یہ چکور اڑنے اور چلنے اور دیکھنے سے عاجز ہے یہ کیا چیز کھاتا ہے وہ اسی غور مین تھا کہ یکایک زمین پھٹ گئی اور دو پیالیان نکلین ایک مین صاف کیا ہوا تل تھا اور دوسری مین صاف پانی تھا تب اُس چکور نے اُس تل کو کھایا اور اُس پانی کو پیا پھر زمین پھٹ گئی اور پیالیان غائب ہو گئین اُس صوفی نے کہا کہ جب مینے یہ ماجرا دیکھا تب میرے دلسے رزق کے اہتمام کا خیال جاتا رہا انتہی معلوم ہوا کہ ایسے ایسے حال کے سبب سے توکل مضبوط ہو جاتا ہے اور وے کسب کو ترک کر دیتے ہین اور تحریم الادخار کے یہ معنے ہین کہ اپنے خرچ سے جو بچ رہے اُسکو جمع کر رکھنے کو اپنے اوپر حرام کر دینا اپنے حال کی موافقت کے واسطے کچھہ شریعت مین ذخیرہ کرنا اور آیندہ کیواسطے رکھہ چھوڑنا حرام نہین ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے حقمین فرمایا جو اہل صفہ مین سے تھا اور مرگیا اور ایک دینار چھوڑا تب فرمایا کہ اُسکو اس دینار کے سبب سے ایک داغ داغا جاویگا چونکہ اُس شخص نے ترک ادخار کو اپنے حال کی موافقت کیواسطے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا اسواسطے حضرت نے یہ بات فرمایا دوسرونکے واسطے حاجت سے جو زیادہ ہو اُسکا جمع کر رکھنا اور ذخیرہ کرنا درست ہے اور جب اُسکا مال زکوۃ کی نصاب کو پہونچے تب اُس پر زکواۃ واجب ہی

اگر مال رکھ چھوڑنا درست نہوتا تو زکوٰۃ اور قربانی اور صدقہ فطر اور حج کا حکم کسواسطے ہوتا اسباکی دلیل کی
حاجت نہین مگر تحریم الادخار کو صوفیہ نے جو اپنے اوپر لازم کر لیا ہی اُس کا بیان سُنو سو ایک تو یہی داغ والا بیان
ہو اور دوسرے عوارف مین لکھا ہے کہ صوفیہ کی یہ چال ہے کہ ایسا خرچ کرتے ہین کہ محتاج بھی نہین ہوتے
اور ذخیرہ بھی نہین کرتے یعنے مال اسباب کو رکھ نہین چھوڑتے اسکا یہ سبب ہی کہ صوفی اللہ کے فضل کے خزانے
کو دیکھتا ہے سو وہ اُس شخص کے مشابہ ہے کہ جو دریا کے کنارے پر مقیم ہو اور اپنی مشک مین پانی نہین رکھ
چھوڑتا جانتا ہے کہ جب مجھکو حاجت ہوگی پانی بلا حساب موجود ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
اُنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے فرمایا مَا مِنْ یَوْمٍ اِلَّا مَلَکَانِ یُنَادِیَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا
اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا کوئی روز نہین
ہوتا مگر یہ کہ دو فرشتے پکارتے ہین ایک اُنمین کا کہتا ہے یا اللہ دے تو خرچ کرنے والے کو پیچھے آنے والا
یعنے خرچ کے بعد پھر اسکے پاس مال موجود ہو جاوے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ دے تو بخیل کو ہلاک ہونا
یعنے بخیل کا مال نیست ہو جاوے اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے اُس نے کہا کہ کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ رسول اللہ علیہ وسلم کوئی چیز ذخیرہ نہین کر رکھتے تھے اور
جمع نہین کر رکھتے تھے کل کیواسطے عوارف مین اور بھی زیادہ لکھا ہے یہان طول ہونیکے خوف سے
اُس مین سے تھوڑا سا لکھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف
لیگئے اور اُنکے پاس ایک ڈھیری سوکھی کھجور کی دیکھی تب فرمایا یہ کیا ہے اے بلال تب اُنسے کہا کہ جمع
کر رکھتا ہون یا رسول اللہ تب حضرت نے فرمایا کہ تو ڈرتا نہین یعنے اللہ سے ڈرتا نہین خرچ کر لے
بلال اور مت ڈر عرش والے سے کہ وہ خرچ کرنے سے کم کر دیگا انتہٰی ایسی ایسی حدیثونکے سبب سے
حضرات صوفیہ نے بٹورنے کو اپنے اوپر حرام کے طور پر جو کر رکھا ہے سو اُسکی وجہ سُنو وہ یہ ہے کہ حضرات
صوفیہ ادخار کو جو اپنے اوپر حرام کر لئے ہین تو اسواسطے نہین کہ شریعت کے علم سے یہ ادخار کا حرام
ہونا ثابت ہے بلکہ اپنے حال موافقت کیواسطے یعنے شریعت مین ذخیرہ رکھنا حرام نہین کیونکہ حدیث سے
ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عیال کیواسطے ایکسال کا قوت رکھا تھا اور یہ آپ نے

رخصت اور امت پر آسانی کیواسطے کیا تھا تو اگر یہ بات شریعت مین درست اور رخصت نہوتی تو آپ کیسے عطا
کرتے لیکن فقر اور محتاج کا اختیار کرنا اور اپنی مراد کو ترک کرنا اور نفس کو دبانا اور حق کے سوا دوسرے کیطرف
سے منھ پھرانا اور اُسکے غیر کے اعتماد اور بھروسے کو چھوڑنا اور حق نے جو روزی پہونچانے کا وعدہ کیا ہے
اُس وعدے کے وفا کرنیکی تہمت حق پر نہ لگانا اس گروہ کا حال ہے اور یہ گروہ اسباب کے مدعی اور
دعوے کرنے والے ہین تو جب اس راہ پر قدم رکھا تو انکو اپنے دعوی تصدیق پہونچانا واجب ہوا اسواسطے
ان لوگون نے اپنے حال کو خوب سمجھ کے ادخار کو اپنے اوپر حرام کیا تاکہ حق پر وعدہ وفا کرنیکی تہمت سے
ہم بچے رہین کچھ شریعت کے حکم سے ادخار کو اپنے اوپر حرام نہین کئے ہین اس مضمونکی شرح یہ ہی کہ ایک
شخص ایسا ہوتا ہی کہ اُسکے ایمانکی صحت اور مضبوطی ادخار پر موقوف ہوتی ہی اسواسطے کہ اسکا ایمان فقط
شریعت کے احکام کی تصدیق اور اُسکا اقرار ہے اور اُسکے باطن کا حال ٹھیک نہین ہے تو وہ اگر جمع نہ کر
رکھیگا تو اُسکے اعتقاد مین اضطراب اور لغزش ظاہر ہوگی اور اُسکے واسطے یہ خوف ہی کہ کہین رزاقی کے
یقین مین شک آجاوے اور رزاقی کی تصدیق کی تکذیب نہو جاوے تو ایسے شخص کیواسطے ادخار اور
جمع کر رکھنا بہتر ہے تاکہ اُسکا ایمان برقرار رہے ایک شخص ایسا ہے کہ اپنے باطن مین قوت پاتا ہی لیکن اپنے
نفس مین ضعف اور کمزوری دیکھتا ہی اور جانتا ہی کہ میرا نفس بھاری بوجھ اُٹھانیکی طاقت نہین رکھتا
تو ایسا شخص بھی اپنے نفس کیواسطے قوت اور روزی جمع کر رکھتا ہے تاکہ میرا نفس اضطراب اور بیقراری کے
میرے باطن کو خراب نکردے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ جب تونے قوت جمع کر رکھا تب اپنے
نفس کو تونے مطمئن کیا اسی سبب سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب موجود ہو عشا یعنی رات کا
کھانا اور عشا یعنی راتکی نماز تب پہلے کھانا کھالو تب نماز پڑھو یہ بات حضرت نے اسواسطے نہین فرمایا کہ
رات کا کھانا عشا کی نماز سے افضل ہے بلکہ اسواسطے فرمایا کہ نفس کو تسکین ہو اور نفس باطن سے کشاکشی
نکرے اور باطن کے حال کو تباہ نکرے یہ بات حضرت نے شفقت کی راہ سے عموماً فرمایا تاکہ عوام مومنون کا
بھلا ہو یہ حضرت کا حال تھا اور حضرت کا تو یہ حال تھا کہ جب بھوکھ غالب ہوتی اور کھانا میسر نہ ہوتا
تب نماز مین کھڑے ہو جاتے آپکی بھوکھ نماز مین بھول جاتی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لڑکے کے

جان کندن کی خبر آئی وے نماز پر کھڑے ہو گئے اور نماز کو طول کیا اسکو لوگ دفن بھی کر آئے انکو کچھ خبر نہوئی اور یہ خاص حال ہی سو حضرات صوفیہ نے اس خاص حال کی اتباع کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو جو ایسا شخص ہے کہ اُسکے باطن کا حال درست ہی اُسکے ایمان کو قوت جمع کر رکھنا ایسا نقصان کرتا ہے جیساکہ عوام کے ایمان کو قوت کا جمع نکر رکھنا نقصان کرتا ہی کیونکہ عوام کے باطن کا حال درست نہین ہوتا مگر جب اپنی روزی کو موجود دیکھ کے اسکی رزاقی پر پورا یقین ہوتا ہے جب پورا یقین ہوتا ہے تب حق کے روزی پہونچانیکے وعدے کو وفا کرنیکی تہمت اُسکے دلسے اُٹھ جاتی ہی اور جسکے باطن کا حال درست ہی اور حق کے وعدے وفا کرنیکی تہمت اسکے دلسے اُٹھ گئی ہی تو ایسے شخص کو جمع کر رکھنا اپنے یقین مین رخنہ کرنا اور حق کے جانب وعدہ خلافی کی تہمت لگانا ہی کیونکہ ایسا شخص خوب یقین جانتا ہے کہ جبتک زندگی کی مدت باقی ہے تب تک روزی پہونچانیکا حق سبحانہ ضامن ہی اور مدت کا حال معلوم نہین کہ کبتک باقی رہیگی تو مدت مین شک ہی اور روزی پہونچانے پر یقین تو شک کو یقین کے سبب سے چھوڑ دیتا اور یقین کو شک کے سبب سے نہین چھوڑتا اور جانتا ہے کہ حق سبحانہ دشمن کو روزی پہونچاتا ہے دوست کو روزی نہ پہونچانیکا شبہہ محال ہے عوارف کے بیسوین باب مین ہے کہ کسی نے ابو یزید بسطامی کو کہا کہ ہم تجکو کسی کسب مین مشغول نہین دیکھتے پھر تیری گذران کہانسے ہے تب کہا میرا مولا کتے اور سور کو روزی دیتا ہے تو اسکو جانتا ہے کہ ابو یزید کو روزی نہ دیگا پس اس اچھے حال کے سبب سے حضرات صوفیہ نے جمع کر رکھنے کو اپنے اوپر حرام کیا غرض یہ دلکا حال ہے اپنے حال کو جیسا پاوے ویسی راہ پکڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے حال پیروی درست نہین جب اپنا حال خاصا پاوے تب ویسا کرے اور عزیمت پر عمل کرے اور نہین تو رخصت پر عمل کرے اور سچا مومن بنا رہے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرے یہ بھی بڑی نعمت ہے کہ اُس سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین مومن کیا اور ساری اُمت سے ہمکو نیک اور بہتر فرمایا

پانچوین فصل رجال صوفیہ کے بیان مین

تعرف مین لکھا ہے جو لوگ صوفیہ کے علوم کو بیان کئے ہین اور اُنکے مواجید یعنی حالتونکو بیان کئے
اور اُنکے مقامات کو ظاہر کئے اور پھیلائے اور اُنکے احوال کو بیان کئے ہین قول اور فعل کی راہ سے
صحابہ کے بعد سو یہ لوگ ہین علی ابن حسین زین العابدین اور اُنکے بیٹے محمدؐ ابن علی الباقر اور اُنکے
بیٹے جعفر ابن محمد الصادق حضرت امیر المومنین علیؓ اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے
یعنی بعد ان تینون صاحبون نے بھی ان باتونکو پہلے بیان کیا اور یہ تینون صاحبین صحابہ مین داخل
ہین رضی اللہ عنہم مگر امام زین العابدین کو اس علم کی سند ان تینون صاحبون کیواسطے سے پہونچی اسواسطے
اُنکو بعد علیؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کے کہا یعنے صحابہ مین سے جو یہ تینون پیشوا ہین اُنکے بعد امام زین العابدینؓ
ہین اور اویسؓ قرنی اور حسنؓ ابن ابی الحسن بصری اور ابو حازمؓ سلمہ ابن دینار مدنی اور ملک ابن دینار
اور عبد الواحد ابن زید اور عتبہ ابن الغلام اور ابراہیم ابن ادہم اور فضیل ابن عیاض اور اُنکے بیٹے علی ابن
فضیل اور داؤد طائی اور سفیان ابن سید نوری اور ابو سلیمان دارانی اور اُنکے بیٹے سلیمان اور ابو الفیض
ذو النون ابن ابراہیم بصری اور احمد ابن ابی الحواری الدمشقی اور اُنکے بھائی ذو الکفل اور سری ابن
مغلس السقطی اور بشر ابن حارث حافی اور معروف کرخی اور ابو حذیفہ مرعشی اور محمد ابن مبارک صوری
اور یوسف ابن اسبا اور خراسان اور جبل کے لوگونین سے یہ لوگ ہین ابو زید طیفور ابن عیسی بسطامی
اور ابو حفص حداد نیشاپوری اور احمد ابن خضرویہ بلخی اور سہل ابن عبد اللہ تستری اور یوسف ابن
حسین رازی اور ابو بکر ابن طاہر ابہری اور علی بن محمد سہل ابن الازہر اصفہانی اور علی ابن محمد
رازی اور ابو بکر الکتانی الدینوری اور کہمس ابن علی الہمدانی اور ابو محمد ابن حسین ابن محمد زنجانی
اور عباس ابن فضیل ابن قتیبہ اور علی ابن منصور دینوری اور حسن ابن علی ابن یزدانیار اور جو لوگ
علوم الاشارہ کو ظاہر کئے اور پھیلائے ہین کتابین اور رسالے لکھے یہ لوگ ہین ابو القاسم جنید بغدادی
اور ابو الحسن احمد ابن محمد ابن عبد الصمد نوری اور ابو سعید احمد ابن عیسی خراز مصری اور اُنکو لوگ
لسان التصوف کہتے ہین اور ابو محمد رویم ابن محمد اور ابو العباس احمد ابن عطار بغدادی اور ابو عبد اللہ
عمرو ابن عثمان علی اور ابو یعقوب یوسف ابن حمدان سوسی اور ابو یعقوب اسحاق ابن محمد ایوب

ہجویری اور ابو محمد حسن ابن محمد جریری اور ابو عبداللہ محمد ابن علی کتانی اور ابو اسحاق ابراہیم ابن احمد الخواص اور ابو علی اور یحییٰ اور ابو بکر محمد ابن موسیٰ واسطی اور ابو عبداللہ ہاشمی اور ابو عبداللہ ہیکل القرشی اور ابو علی رودباری اور ابو بکر قحطبی اور ابو بکر شبلی اور انکا نام دلف ابن جحدر ہے علم اشارہ بولتے ہین علم خاطر اور علم مشاہدہ اور علم مکاشفہ کو اسکو اسواسطے علم اشارہ بولتے ہین کہ دلونکے مشاہدے اور باطنونکے مکاشفے جو ہین سو علی التحقیق ٹھیک کرکے اُنکا بیان کرنا ممکن نہین ہے بلکہ دلمین ایک حال اُترنے سے معلوم ہوتے ہین اور اُنکو وہی پہچانتا ہے جسکے دلمین وہ احوال اور مقامات اُترتے ہین خاطر یعنے جو کچھ کہ دلمین گذرے اور جو لوگ معاملات اور مقامات کے بیان مین کتابین تصنیف کی ہین سو یہ لوگ ہین ابو محمد ابن عبداللہ ابن محمد انطاکی اور ابو عبداللہ احمد بن عاصم انطاکی اور ابو عبداللہ ابن خبیق انطاکی اور حارث ابن اسد محاسبی اور یحییٰ ابن معاذ رازی اور ابو عثمان سعید بن اسمٰعیل رازی اور ابو بکر محمد بن عمر ابن فضل وراق ترمذی اور ابو عبداللہ محمد ابن علی ترمذی اور عبداللہ محمد ابن فضل بلخی اور ابو علی جورجانی اور ابو القاسم اسحاق ابن محمد حکیم سمرقندی یہ لوگ بڑے بڑے لوگ مذکور اور مشہور ہین انکی فضیلت اور بزرگی کے لوگ گواہ ہین یہ ایسے لوگ ہین کہ ان لوگون نے علم مواریث کو یعنے حقیقت اور وراثت کے علم کو قرآن حدیث سے ثابت کرکے جمع کیا ہے اُن لوگون نے حدیث کو سند کے ساتھ سنا ہے اور فقہ اور کلام اور لغت اور علم قرآن کو جمع کیا ہے اسبات پر ان لوگونکی کتابین اور تصنیفات گواہ ہین اور متاخرین اور اس زمانکے موجود لوگونکا ہم ذکر نہین کرتے اگرچہ یہ لوگ اُن قدیم بزرگونسے جنکا ذکر ہمنے کیا علم مین کم نہین ہین اسواسطے کہ متاخرین کو خوب لوگ جانتے ہین گویا کہ وے لوگ حاضر ہین اور اس زمانے کے لوگ تو حاضر ہی ہین اور حاضر کی خبر دینے کی حاجت نہین انتہیٰ

چھٹی فصل صوفیہ کی اصطلاح مین جو کئی کلمات بعضے احوال کی طرف اشارہ کرنے والے ہین اُن کے بیان مین

حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین جو کئی کلمات بعضے احوال کیطرف اشارہ کرنے والے ہین اُنکا بیان
سنو اس مضمونکا بیان ہم بالکل عوارف کے باسٹھوین باب سے لکھتے ہین اور اگر دوسری کتاب کا مضمون
لکھینگے تو اُسکا نام بھی لکھینگے عوارف مین سند کے ساتھ لکھا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنا کہ آپنے فرمایا اِنَّ مِنْ مَعَادِنِ التَّقْوٰی تَعَلُّمَكَ اِلٰی مَاقَدْ عَلِمْتَ عِلْمَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَالنَّقْصُ
فِيمَا عَلِمْتَ قِلَّةُ الزِّيَادَةِ فِيهِ وَاِنَّمَا يُزَهِّدُ الرَّجُلَ فِي عِلْمِ مَا لَمْ يَعْلَمْ قِلَّةُ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا قَدْ عَلِمَ
بیشک تقوی کے کھانو مین سے ہے سیکھنا تیرا اس علم کے ساتھ جو سیکھ چکا ہے اُس علم کو جو تو نہین جانتا
ہے اور جو علم تو سیکھ چکا ہے اسمین یہ نقصان ہے کہ اسمین زیادہ ہونا کم ہے اور جو علم آدمی نہین جانتا ہے
اس علم کے سیکھنے سے یہ رغبت نہین کرتا ہے اُسکو مگر جو علم سیکھ چکا ہے اُسسے کم فائدہ لینا یعنی جو علم آدمی
سیکھ چکا ہے اُس پر عمل نہ کرنے اور اُس سے فائدہ نہ لینے کے سبب سے جو علم آدمی نہین جانتا ہے اُسکے
سیکھنے سے محروم رہتا ہے یعنی جو علم سیکھ چکا ہے اُسپر عمل کرنیسے وہ علم حاصل ہوتا ہے جو جانا بھی نہین اور پڑھا
بھی نہین اور اس علم کو علم حقیقت اور علم وراثت بولتے ہین اُسکا بیان صوفیہ کے علم اور علمائے
آخرت کے بیانکی فصل مین ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اور مشائخ صوفیہ نے تقوے کی نیو نکو مضبوط
کیا اور اللہ کیواسطے علم سیکھا اور جو سیکھا اُسکے موافق عمل کیا اپنے تقوے کے سبب سے اب اُنکو اللہ تبارک
وتعالےٰ نے وہ علم تعلیم کیا جو جانتے تھے وہ کون علم ہین کہ غرائب العلوم یعنی بڑے نادر نادر علمین
اور دقائق الاشارات یعنی بڑے باریک باریک اشارے یہ سب علم اللہ تعالیٰ نے مشائخ صوفیہ کو
تعلیم کیا اور علم اشارۃ کے معنے معلوم ہو چکے اور اُن مشائخ نے اللہ تعالےٰ کے کلام سے نادر نادر علمین
اور عجیب عجیب اسرار یعنے پوشیدہ باتین نکالا اور اُنکا قدم علم مین ثابت اور مضبوط ہوا ابو سعید خرازنے
کہا کہ اللہ تعالےٰ کے کلام کی فہم اور سمجھ کا شروع اُسکے کلام پر عمل کرنا ہے کیونکہ عمل مین علم اور فہم اور استنباط
کی حاجت ہوتی ہے اور استنباط یعنی قرآن حدیث سے احکام کا نکالنا اور فہم کا شروع کان لگانا ہے اور دل
لگانا یعنے کان لگاکے اور دل لگاکے اللہ کا کلام سُنا جیساکہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے چھبیسوین سپارہ سورہ
ق مین اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ اسمین جسنو کی جگہ ہے

اُسکو جسکے اندر دل ہے یا لگادے کان دل لگا کر ابو بکر واسطی نے کہا کہ راسخون فی العلم وے لوگ ہین
جو اپنی ارواح سے غیب الغیب اور ستر السر مین یعنی جو پوشیدہ کا پوشیدہ اور اندر کا اندر ہے
اللہ تعالی مین مضبوطی کے سات ڈٹ کے مشغول ہو گئے تب اُسنے انکو سمجھوایا جو سمجھوایا اور آیتونکے مضمون
کے موافق جیسا کہ اُنسے عمل چاہا ویسا اُنکے سواد و سرون سے نہ چاہا اور وے لوگ علم کے دریا مین ڈوبے
فہم کے ساتھ زیادتی کی طلب کیواسطے کہ ہمکو جو علم حاصل ہے اس سے زیادہ علم حاصل ہو تب اللہ
نے اُنپر وہ خزانے کھولدیے جو ہر حرف اور ہر آیت کے تلے جمع کر رکھا تھا وہ کون خزانے ہین فہم اور
عجائب نص تب اُن لوگون نے موتی اور جواہر نکالا اور حکمت کی بات بولے یعنے ہر چیز کی حقیقت کو
کر کے بولے اور جو حدیث سفیان ابن عینیہ نے ابن جریج سے لپنے عطا سے اس نے ابو ہریرہ سے
روایت کیا ہے اسمین وارد ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ کَهَيْئَةِ الْمَكْنُونِ
لَا يَعْلَمُهُ اِلَّا الْعُلَمَاءُ بِاللهِ فَاِذَا نَطَقُوْا بِهٖ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا اَهْلُ الْعِزَّةِ بِاللهِ بیشک علم مین سے
پوشیدہ چیز کی شکل کے مانند ہین کہ نہین جانتے اُسکو مگر اللہ کے جاننے والے پھر جب وے اُس علم
بیان کرتے ہین تب اُسکا انکار نہین کرتے مگر جو لوگ اللہ سے غافل ہین یہ حدیث عین العلم تو
عوارف مین موجود ہے اور عوارف مین سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ وہ علم اللہ تعالی کے اسرار اور
پوشیدہ بھید ہین اُسکو ظاہر کرتا ہے اُمَنَاءُ الْاَوْلِيَاءِ کے پاس یعنی جو اولیا لوگ اُسکے امانتدار
ہین اور سادات البتلاء یعنے بڑے بڑے درویشونکے سردارونکے پاس بغیر سُننے اور سبق پڑھنے
اور وہ علم اُن اسرار مین سے ہے کہ اُسپر خبردار نہین ہوتے ہین مگر خواص ابو سعید خراز نے کہا کہ
عارفونکے پاس خزانے سونپے گئے ہین وہ خزانے نادر نادر علمون کے اور عجیب عجیب خبرونکے
ہین اُس علم مین گفتگو کرتے ہین ابدی زبان کے ساتھ اور اس علم کے ساتھ اور اس علم کی خبر دیتے
ہین ازلی عبارت کے ساتھ اور وہ علم نامعلوم ہے یہ جو کہا کہ ابدی زبان اور ازلی عبارت کے
ساتھ تو اُسمین یہ اشارہ ہے کہ وے لوگ اللہ کے ساتھ بولتے ہین اور اسکی یہ حقیقت ہی کہ اللہ
تعالے نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبانپر فرمایا ہے بی ینطق یعنی مین اُسکی زبان ہوتا ہون مجھ سے

وہ بولتا ہے یہ پوری حدیث مقدمہ مین لکھ چکے اور وہ علم لدنی ہے جسکو اللہ تعالے نے خضر علیہ السلام
کے حقمین فرمایا سورۂ کہف مین فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندونمین کا جسکو دی تھی ہمنے اپنی مہر اپنے پاس سے
اور سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم اور مشایخ صوفیہ کی زبانونپر جو کئی کلمات جاری ہین اور وہ
کلمات وے لوگ آپسمین ایک دوسرے کے سمجھانیکے واسطے بولتے ہین اور وہ کلمات اُن لوگونکی
طرف سے اشارہ ہے دل کے احوال کیطرف جسکو وے لوگ اپنے دلمین پاتے ہین اور اشارہ ہے
دل ہی کے معاملات کیطرف جسکو وے لوگ پہچانتے ہین سو مشایخ صوفیہ جو کلمات بولتے ہین انھین
کلمات مین سے اُنکا قول جمع اور تفرقہ مین ہے اب پہلے جمع اور تفرقہ کا خلاصہ سنو تاکہ آگے اسکے شرح
کا سمجھنا آسان ہو جاوے وہ یہ ہے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ایک جمع چیز کو جمع بولتے ہین اور چیز فرق
فرق اور جدا جدا ہوتی ہے اُسکو تفرقہ بولتے ہین مثلاً جب ایک طرف خیال جما تو یہ جمع ہے اور جب
خیالات پراگندہ ہوے تو یہ تفرقہ ہے اور جمع معنے اکٹھا کرنا اور تفرقہ معنے فرق اور جدا کرنا تو اپنے
رب کی صفاتکی طرف اور اپنے رب کیطرف دیکھنا جمع ہے اور اپنے نفس کیطرف یا مخلوقاتکی طرف
دیکھنا تفرقہ ہے اور اللہ کیطرف نسبت کرنیکا نام اور اللہ کے علاقہ کا نام جمع ہے اور مخلوق کے
علاقہ کا نام تفرقہ ہے اب عوارف کا بیان سُنو اُسمین فرماتے ہین مشایخ نے کہا ہے کہ اصل جمع اور
تفرقہ کی اللہ تعالے کا یہ قول ہے سورۂ آل عمران مین شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ نے گواہی
دی کہ کسیکی بندگی نہین اسکے سواے سو یہ قول جمع ہے کیونکہ یہ مضمون اللہ ہی سے علاقہ رکھتا
ہے پھر اللہ تعالے نے فرق کیا اور فرمایا وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ اور فرشتون نے اور علم والون نے کہا
یہ قول تفرقہ ہے کیونکہ یہ مضمون اُنکے مخلوق سے علاقہ رکھتا ہے اور پہلے سیپارہ کے آخری
رکوع مین اللہ تعالے کا یہ قول اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہمنے یقین کیا اللہ کو جمع ہے کیونکہ اسمین اللہ ہی سے
علاقہ ہے پھر اسنے اس قول سے فرق کیا وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا اور جو اُترا ہمپر کیونکہ اسمین بندیکے
پاس اُتارنے کا ذکر ہے اور جمع اصل اور جڑ ہے اور تفرقہ شاخ ہے اور جو جمع بلا تفرقہ ہو سو زندقہ

اور کفر ہے یعنے مخلوق کو اللہ سے فرق نکرنا کفر ہے اور جو تفرقہ بلا جمع کے ہے سو تعطیل اور خالی چھوڑ
ہے یعنی مخلوق ہی دیکھا اور جانا اور خالق کو نہ دیکھا اور اُسکو خالق نہ جانا تو خالق کو بیکام اور خالی سمجھا
جنید نے کہا کہ وجد کے ساتھ قرب کا حاصل ہونا جمع ہے اور بشریت مین غائب ہو جانا اور بھو
رہنا تفرقہ ہے وجد کے معنے قریب ہے معلوم ہونگے انشاء اللہ تعالی اور لوگون نے کہا ہے کہ نفوس
مین غرق رہنا جمع ہے اور احوال کا اُترنا تفرقہ ہے اور جمع اتصال کا نام اور اتصال کے یہ معنی کہ
انفصال و الالحاق کی سوا نہ دیکھے سو جب تک حق کے سوا کو دیکھتا ہے تب تک جمع کے مقام مین نہین
پہونچا اور تفرقہ نام ہے کسی چیز کو جدا کر کے دیکھنے کا اور اُن لوگون کی عبارتین اس جمع اور تفرقہ
بیانمین بہت ہین اور سب کی مطلب ہے کہ حضرات صوفیہ نے جمع کے ساتھ اشارہ کیا تجرید التوحید
یعنے نری کیطرف اور تجرید التوحید کے معنے تصوف کے ارکان کے بیانمین قریب ہی لکھے جا چکے
یعنے تجرید التوحید کا پایا جانا جمع ہے اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ کیا اکتساب کیطرف یعنی اعمال کی
طرف کہ جب اعمال بجالایا تب تفرقہ پایا گیا تو اس قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جمع ا...
ثابت ہوتا مگر تفرقہ کے سبب سے یعنے اعمال کے سبب سے مثلاً توحید کو نری کرنا اعمال مین
داخل ہے تو جبتک اعمال نہو گا تب تک جمع کسطرح پایا جاوے گا اور وے لوگ بولتے ہین
کہ فلانا عین جمع مین ہے یعنے جمع کی حقیقت اور ذات مین ہے اور اسبات سے یہ مراد لیتے ہین
کہ فلانے کے باطن پر حق کا مراقبہ غالب ہے یعنے وہ یہ جانتا ہے کہ حق مجکو دیکھتا ہے پھر جب
وہ شخص کسی اعمال کیطرف رجوع کرتا ہے یعنے جبتک حق کے طرف تک تھے تب تک جمع مین
تھا اور جب اعمال کرنے لگا تب تفرقہ مین آیا تو صحیح ہونا جمع کا تفرقہ کے ساتھ ہوتا ہے اور صحیح ہونا
حاصل یہ ہے کہ صرف اللہ تعالے کا جاننا جمع ہے اور اللہ تعالے کے امر کا جاننا تفرقہ ہے اور بندیکو
ان دونون باتون کا جاننا ضرور ہے ابو بکر زرین نے کہا کہ جمع عین فنا باللہ ہے یعنے فقط اللہ تک
تک لگ جاوے اور اُسکے سوا کچھ نعلوم ہو یہی عین فنا باللہ ہے اور یہی جمع ہے اور تفرقہ عبودیت
ہے یعنے اپنے تئین بندہ جاننا اور عبودیت کا حق ہے حق بجالانا اور جمع اور تفرقہ آپس مین

ایک دوسرے سے متصل اور لگے ہین یعنی اللہ کی توحید اور معرفت اور اسکو جاننا جمع ہے اور اسکے
حکم کا جاننا اور عبودیت کا حق ادا کرنا اور اپنے تئین بندہ جاننا تفرقہ ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ جب
بندے نے اللہ کو جانا تب یہ جمع کہلایا اور جب اپنے تئین بندہ جانا تب تفرقہ کہلایا اور دونون
باتین ضروری ہین اور ایک گروہ نے غلطی کیا اور دعوا کیا کہ وے لوگ عین جمع مین ہین اور
اسبات مین اشارہ کیا صرف توحید کیطرف کہ بس جو ہے سو توحید ہے اور کچھ نہین اور اُن لوگون نے
اپنے اختیار سے عمل کرنیکو چھوڑ دیا اور کافر ہوگئے اور اسبات کی حقیقت یہ ہے کہ جمع روح کا کام ہے
اور تفرقہ قالب کا کام اور جبتک روح اور قالب کی ترتیب باقی ہے تب تک جمع اور تفرقہ سے
چارہ نہین اور دونون کا ہونا ضرور ہے رسالہ قشیری مین فرماتے ہین اور بندے کو جمع اور فرق سے
چارہ نہین اسواسطے کہ جسکے واسطے تفرقہ نہین تو اسکے واسطے عبودیت نہین یعنی جو تفرقہ کا
قائل نہین سو اپنے بندے ہونے کا بھی قائل نہین اور جسکے واسطے جمع نہین اُسکے واسطے جمع
نہین اُسکے واسطے معرفت نہین یعنی جو حق پر ٹک نہین لگاتا اور حق کو ثابت نہین کرتا اُسکو
معرفت حاصل نہین سو اللہ تعالے کا فرمانا اِیَّاکَ نَعْبُدُ تجھی کو ہم بندگی کرتے ہین اشارہ ہے فرق کے
طرف اور اللہ تعالی کا فرمانا اِیَّاکَ نَسْتَعِینُ تجھی سے ہم مدد چاہتے ہین اشارہ ہے جمع کیطرف
انتہی عوارف اور امام قشیری کے رسالہ کے مضمون سے وحدت وجود والونکی بات رد ہوئی یعنی جو
لوگ ہمہ اوست اور سب کو خدا کہتے ہین اُنکی بات رد ہوئی کیونکہ حضرات صوفیہ کا یہ مذہب
نہین ہے تصوف کی کسی کتاب مین یہ بات ثابت نہین بلکہ سب کتابون مین اسبات کا رد موجود ہے
اور رجال صوفیہ سے کوئی اسبات کا قائل نہ تھا تو جو شخص ایسی بات کہے سو صوفی نہین ہان
بعضے حکیمون نے اسبات کو لکھا ہے سو اُسکے جہالت اور حکیم ہونے کی نشانی ہے اسبات کے رد
لکھنے کی حاجت نہین جمع اور تفرقہ سے صاف دریافت ہوگیا کیونکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جمع ہے اور
مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ تفرقہ ہے اگر یہ نہ سمجھین تو پھر کلمہ اور اُسکی تصدیق باطل ہو جاوے اور یہ اعتقاد
کفر ہے جیسا کہ قریب ہے عوارف کی عبارت مذکور ہوئی کہ جو جمع بلا تفرقہ ہے سو زندقہ ہے

ایسی بات کہنے والا اگر مجنون اور دیوانہ ہے تو دیوانہ ہے اور اگر ہوش والا ہے تو زندیق ہے
اگرچہ اس سے خرق عادات اور زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی ظاہر ہو مگر وہ شخص جھوٹا ہو اور واسطی نے کہا کہ جب تو نے
اپنے نفس کیطرف دیکھا تب تفرقہ کیا گیا یعنی تفرقہ کے مقام مین آیا اور جب تو نے اپنے رب کی طرف دیکھا تب جمع کیا
گیا یعنی جمع کے مقام پر پہنچا اور جب تو نے سمجھا کہ اللہ کے سوا مین دوسرے کے سبب سے قائم ہون یعنی بیرا بھلا برا
اور فائدہ نقصان اللہ کے سوا دوسرا کرتا ہی تب تو مٹ گیا اور نرا نا چیز ہوا نہ جمع کے مقام مین ہا نہ تفرقہ کے
مقام مین اور لوگون نے کہا ہے کہ ذات کے مشاہدے والے جمع کے مقام مین ہین اور صفات کے مراقبے
والے تفرقہ کے مقام مین ہین اور جمع اور تفرقہ کے کبھی یہ معنے کہتے ہین کہ جب کسی عمل کی نسبت اپنی طرف
کیا کہ یہ مجھ سے ہوا یا اپنے کسی عمل کو دیکھ کے اُسکی نسبت اپنی طرف کیا تو وہ تفرقہ کے مقام مین ہی
اور جب سب چیز کی نسبت حق کیطرف کیا تب جمع کے مقام مین ہے اور یہ سارے اشارات
اسی بات کی خبر دیتے ہین کہ کون یعنی مخلوق کو تفرقہ بولتے ہین اور مکون یعنی خالق کو جمع
ہین سو جسنے اکیلے مکون کو دیکھا وہ جمع کے مقام مین ہے اور جسنے کون کو دیکھا وہ تفرقہ کے مقام
تو بس تفرقہ عبودیت ہے اور جمع توحید ہے سو جب کسی طاعت کو اپنا عمل اور کسب دیکھ کے معلوم کیا کہ یہ
طاعت مجھ سے ہوئی تب تفرقہ کے مقام مین آیا اور جب جانا کہ یہ طاعت اللہ نے کروایا تب جمع کے
مقام مین پہونچا اور جب فنا کے مقام مین پہونچا یعنے نہ اُسکو اپنا خیال باقی رہا نہ اپنی طاعت کا
اور نہ طاعت کے کروانیکا فقط اللہ ہی پر ٹک لگ گئی تب یہ مقام جمع الجمع کھلاتا ہے یعنے اصل ہی اصل
رہ گئی اور اللہ ہی اللہ رہ گیا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ اللہ کے افعال کا دیکھنا تفرقہ ہے اور صفات کا
دیکھنا جمع ہے اور ذات کا دیکھنا جمع الجمع اور بعضے صوفیہ سے لوگون نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے کلام کے وقت
موسیٰ علیہ السلام کیا حال تھا تب کہا کہ موسیٰ سے موسیٰ پن مٹا دیا گیا تب موسیٰ کو موسیٰ کی خبر نہ رہی
بعد اسکے اللہ نے کلام کیا سو متکلم اور مکلم یعنی بات کہنے والا اور بات سننے والا وہی تھا اور موسیٰ کسطرح
سکتے کہ اللہ نے جو انکی طرف خطاب یعنے اشارہ کر کے بات کہا اُسکو اپنے اوپر لیتے اور پھر جواب دیتے
اگر موسیٰ اپنی قوت سے سنے اور اسکے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو ایک قوت بخشی تب اُس

قوت سے موسیٰ نے اللہ کا کلام سُنا اور اگر وہ قوت ملتی تو موسیٰ اللہ کا کلام نہ سُن سکتے اور اُنہین کلمات
مین سے اُنکا قول تجلی اور استتار مین ہی تجلی معنی روشن اور ظاہر ہونا استتار معنی پردہ مین ہونا جنید نے
کہا کہ تجلی اور استتار تادیب یعنی ادب دینا ہے اور تہذیب یعنی پاک کرنا اور اصلاح کرنا ہے اور تذدیب
یعنی گھلانا اور پگھلانا ہو سو تادیب استتار اور پردہ مین ہونیکا نام ہے اور یہ مقام عوام صوفیہ کیواسطے
یعنی عوام صوفیہ کو استتار کے سبب سے وہ سُبحانہ ادب دیتا اور تعزیر اور تنبیہ کرتا ہے تاکہ ہوش کرین
اور یہی استتار خواص کے واسطے رحمت ہوتی ہے جیساکہ قریب ہی معلوم ہو گا ایسا ہی رسالہ قشیری مین ہی
اور رسالہ قشیری مین لکھا ہے کہ عوام اس گروہ کے جو ہین سو اُنکی زندگی تجلی مین ہی اور اُنکی بلا پردہ مین
اور لیکن خواص لوگ سو وے بیہوشی اور خوشی کے درمیان مین رہا کرتے ہین جب اُسپر تجلی ہوتی ہی
تب بیہوش اور بدحواس ہوتے ہین اور جب اُنپر پردہ ہوتا ہے تب پھر اپنی حظ یعنی زندگی کے
کاروبار دینی اور دنیاوی کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور خوشی کے ساتھ گذران کرتے ہین انتہیٰ یہ
کلام امام جنید رحمۃ کے قول کی شرح ہے اور کبھی صفات کی تجلی ہوتی ہے اور کبھی ذات کی تجلی ہوتی ہی یعنے
سالک پر کبھی اللہ تعالےٰ کے افعال کھلجاتے ہین کبھی صفات کھلجاتے ہین کبھی ذات اسکے شرح نسبت کے
بیانکی فصل مین ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ نے استتار کی حالتین اپنی طرف سے خاص
لوگون کیواسطے اور اُنکے سوا دوسرونکے واسطے رحمت باقی رکھی اور بخشا ہی سو خاص لوگون کیواسطے
استتار مین کیا رحمت ہے یہ رحمت ہے کہ استتار کے سبب سے اپنے نفس کی درستی اور اصلاح
کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور یہ فائدہ استغراق کیحالتین کہانسے ہوتا اُس حالتمین تو نہ اپنا ہی ہوش
رہتا ہے اور نہ اپنے نفس اور اسکی اصلاح کا ہوش اور استتار مین اُنکے سوا دوسرونکے واسطے کیا رحمت
ہی یہ رحمت ہے کہ اگر خاص لوگونکو استتار کیحالت نہوتی تو اُنسے کوئی فائدہ نہ لیتا یعنے تربیت اور
تلقین اور توجہ وغیرہ کا فائدہ نہ پاتا اس سبب سے کہ وے لوگ تجلی کیحالتمین جمع الجمع مین یعنی ذاتکے
دیکھنے مین غرق رہتے اور اللہ تعالیٰ جو واحد قہار ہے اسکے سامنے حاضر رہتے بعضی صوفیہ نے کہا کہ
باطن مین حق کی تجلی کی نشانی یہ ہی کہ باطن وہ چیز معلوم کرے جو بیان مین آوے اور فہم مین سماوے

اور جو شخص اپنے باطن مین ایسی چیز پاوے جسکا بیان کرے یا سمجھے تو وہ شخص استدلال کے خیال والا ہے اللہ کے جلال اور عظمت کا دیکھنے والا نہین ہے یعنے جیسا کہ اللہ کے مخلوق کو اسکی معرفت کی دلیل ٹھہراتا ہے ویسا جو چیز بیان اور فہم کے قابل اُسکے باطن مین نظر پڑے وہ بھی ایک مخلوق کا خیال ہے اس صورت مین وہ جلال اور عظمت کی تجلی کا دیکھنے والا نہین ہوا اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ تجلی کیا چیز ہے بشریت کے پردونکا اُٹھ جانا ہے کہ بشریت کا آڑ نہ باقی رہے یعنے اپنا اور اپنے وجود کا خیال مطلق نہ باقی رہے اور حق کے مشاہدہ کا آڑ نہ پڑے اور یہ نہین ہے کہ حق عز وجل کی ذات رنگ بدلتی ہے اور استتار یہ ہے کہ تیرے درمیان اور غیب کے دیکھنے کے درمیان مین یعنی اللہ کے دیکھنے کے درمیان مین بشریت آڑ پڑے اور انھین کلمات مین سے تجرید اور تفرید ہے اور تجرید سے اُن لوگونکا اشارہ ہے اسبات کے طرف کہ بندہ جو کام کرتا ہے اُسمین عوض کا خیال نکرے جو کام کرے دنیا اور آخرت مین اُسکا عوض کیطرف دیکھ کے نکرے بلکہ اُسپر جو حق کی عظمت کھل گئی ہے اُسپر نظر کر کے اُس کام کو کرے اور اُس کام کو [illegible] کے موافق عبودیت اور فرمانبرداری کی راہ سے کرے اور تفرید یہ ہے کہ بندہ جو کام کرتا ہے اُسکو اپنی طرف نہ دیکھے کہ مین نے یہ کام کیا بلکہ اُس کام کے بجالانے مین اللہ کا احسان اپنے اوپر دیکھے کہ اُس نے یہ کام مجھ سے لیا تو تجرید غیر کو مٹادیتی ہے یعنی ثواب اور عوض کے خیال کو مٹادیتی ہے مگر یہ خیال رہتا ہے کہ یہ کام مجھ سے ہوا اور تفرید اُسکے نفس کو بھی مٹادیتی ہے یعنے اُسکو اپنی نفس کا بھی خیال نہین رہتا اور اللہ تعالی کی نعمت کے دیکھنے مین بندے کا غرق ہو جانا اور اپنے کام کرنے کو بھول جانا یہ تفرید ہے اور انھین کلمات مین سے ہے وجد اور وجود اور تواجد سو وجد اسکو کہتے ہین کہ بندے کے باطن پر بندے کے کسب بے یعنے ذکر تلاوت وغیرہ کسب بے ایک خوشی یا حزن یعنی غمناکی اللہ تعالی کی طرف سے وارد ہوتی ہے اور اُترتی ہے اور اُسکی جو صورت شکل تھی اس صورت شکل سے متغیر کر دیتی ہے اور بندہ اللہ تعالی کیطرف اُسی وجد کی راہ سے جھانکتا ہے اور وہ وجد جو اُترا ہے سو ایک شگاف ہے کہ مغلوب علیہ یعنے جسکو اس وجد نے دبا لیا ہے اور جسپر وہ وجد اُترا ہے اپنی آواز سے اُس شگاف دریافت کرتا اور پاتا ہے اور اُسی راہ سے اللہ تعالی کی طرف دیکھتا ہے اس خاکسار کے نزدیک

اُسکی شرح یہ ہو کہ قرات یا ذکر کیوقت یا بہشت اور اللہ کے دیدار کی بشارت وغیرہ اس قسم کے مضمون سنے کیوقت بندے کے دلپر بے اختیار خوشی غالب ہوتی ہے کہ مارے خوشی کے بے ہوش اور بدحواس ہو جاتا ہے یا قبر کا عذاب یا دوزخ کا عذاب وغیرہ اس قسم کے مضمون سُننے کے وقت خوف اور غم غالب ہوتا ہے تب بندہ بے ہوش اور بدحواس ہو جاتا ہے تب اُسوقت جو سانس لیتا ہے یا ہو کا لفظ یا اللہ کا لفظ بول اُٹھتا ہے یا نماز مین اللہ اکبر یا سمع اللہ لمن حمدہ یا ربنا لک الحمد کہتا ہے یا جہر سے قرات کرتا ہے خصوصًا جب مدادا کرتا ہے تب اپنی آواز مین ایک شگاف اور سوراخ سا پاتا ہے تب اسکی راہ سے اللہ کیطرف دیکھتا ہے تو گویا وہ آواز ایک شگاف ٹھہری اور یہ مضمون خوف یا خوشی کیوقت اپنی نماز تلاوت کی حالتمین غور کرنے اور سوچنے سے صاف سمجھ مین آجاتا ہے اور اللہ تعالے کی حضوری کے خیال سے جو اسکی طرف دل کھینچتا ہے تو اُسمین ایک اس حال سی لذت ملتی ہو اور یہ بات سب کو حاصل ہے سوچے تو دریافت کرے مگر مرشد کے جمال سے دو چار روز سمجھنے سے بخوبی بلاشبہہ بآسانی سمجھ جاویگا اور یہ جھانکنا اور دیکھنا ویسا ہی ہے جیسا کہ قریب ہے تجلی کی نشانی مین بیان کرچکے یعنے اُس دیکھنے کو نہ بیان کرسکتا ہے نہ سمجھ سکتا اور اس وجد کے شگاف کی راہ سے دیکھنا ویسا ہی ہو جیسا کوئی کسیکو دور سے ایک باریک سوراخ کی راہ سے جھانکتا ہے اور اُس جھانکنے مین بڑا تکلف کرنا اور آنکھ دبانا پڑتا ہے پھر بھی خاطر خواہ نہین دیکھا اور تعرف مین لکھا ہے کہ دلپر جب کوئی خوف یا غم پہونچتا ہے یا آخرت کے احوال کا کوئی مضمون اُس کو نظر آتا ہے یا بندے اور اللہ تعالے کے درمیان مین جو حالت ہے وہ کھلجاتی ہے تب اسیکو وجد کہتے ہین اور صوفیہ نے کہا ہے کہ وجد جو ہے سو دل کا کان اور اُسکی آنکھ ہے انتہیٰ دونون کتاب کا مضمون ایک ہی ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ وجد خدا کی دہشت یا جدائی کی درد یا شوق اور محبت کے جوش سے ہوتا ہے تو جب یہ حال کسی مین ظاہر ہوتا ہے تب صوفیہ بولتے ہین کہ فلانے پر وجد ظاہر ہوا یعنی اُسکے باطن مین کوئی خوف یا درد ظاہر ہوئی اور تعرف مین ہے کہ نوری نے کہا کہ وجد ایک شعلہ ہے کہ باطن مین اُبھرتا ہے اور وہ شعلہ شوق کے سبب سے ظاہر ہوتا ہے تب ہاتھ پانون وغیرہ عضواس

وجد کے وارد ہونیکے وقت مین مارے خوشی یا غم کے بیقراری کرتے ہین انتہی اور تواجد وجد کا حاصل
کرنا ہے ذکر کرکے اور تفکر اور مراقبہ اور غور کرکے اور وجود کیا ہے اُس وجد والی شگاف کا کشادہ ہونا
وہ کب ہوتا ہے جب بندہ وجدان یعنے پالینے کے کشادہ مکانکی طرف نکلتا ہے اور اس حال کا یہ بیان
ہے کہ گویا پہلے محبوب کو ایک سوراخ کی راہ سے دیکھتا تھا اور اب محبوب کو کھُلے میدان مین دیکھنے
لگا سو وجدان کے ساتھ وجد نہین باقی رہتا اور کھلے کھلا آنکھ سے دیکھنے کے ساتھ خبر کی حاجت نہین باقی
رہتی سو وجد کو زوال آلگتا ہے اور وجد کا یہ حال ہے کہ آیا اور چلا گیا اور وجود پہاڑ کیطرح سے ثابت
رہتا ہے اور ٹلتا نہین خلاصہ یہ کہ وجد مشاہدہ اور معرفت کا حال ہے جیساکہ تعرف مین ہے کہ وجد کو
زوال ہوتا ہے اور معرفت ثابت اور قائم رہتی ہے اُسکو زوال نہین ہوتا اور سوراخ کی راہ سے دیکھنے
اور کشادہ میدان مین دیکھنے کا جو بیان کیا سو یہ تشبیہ دی ہو کہ وجد کی حالتمین جو دل کی آنکھ سے اللہ تعالے
کیطرف دیکھتا ہے اس دیکھنے کے مثل سوراخ کی راہ سے دیکھنے کی سی ہے اور یہ ابتدا مین ہوتا [illegible]
مین دیکھنے کی مثال کشادہ میدان مین دیکھنے کی سی ہو اور یہ انتہا کا حال ہے اور حقیقت مین [illegible]
دیکھنا آنکھ کے دیکھنے کے طور پر نہین ہے جیساکہ مشاہدہ کے بیان مین انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا اور انہین
کلمات مین سے غلبہ ہے اور غلبہ ایک وجد ہے کہ پے درپے دوسرے وجد مین آملتا ہے سو وجد مثل برق کے
ظاہر ہوتا ہے یعنے اُسکو قرار نہین ہوتا آیا اور گیا اور غلبہ کا ویسا حال ہے جیسے بجلی جب برابر پے درپے
چمکنے لگتی ہے تب پہلے چمک مین دوسری مل جاتی ہے اور جسکو غلبہ ہوتا ہے اُسکو تمیز نہین باقی رہتی تو
وجد جلدی سے موقوف ہو جاتا ہے اور غلبہ باطن کو بیہوش کر دیتا ہے اس مضمونکی شرح تعرف کے
مضمونسے خوب ہوتی ہے وہ یہ ہے صاحب تعرف فرماتے ہین کہ غلبہ ایک حال ہے کہ بندے پر ظاہر
ہوتا ہے اُس حالت مین سبب کا ملاحظہ اور ادب کی رعایت نہین باقی رہتی یعنی شریعت مین
جو سبب مقرر ہین کہ اس سببسے یہ کام درست یا نہ درست ہوتا ہے سو اسکا لحاظ نہین کرتا ہے اور شریعت کے
آداب کو نگاہ نہین رکھ سکتا اور بغیر قصد کے بے اختیار اس سے بے ادبی کے کام ہو پڑتے ہین اور
اُسکی خودی اور ہوش کو ایسا لے لیتے ہین کہ جو بات اُسکے آگے آنیوالی ہے اُسکی تمیز نہین رہتی یعنی تمیز

نہین رہتی کہ اس کام سے آیندہ کو یہ ہوگا اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مغلوب سے بعضا ایسا کام ہو پڑتا ہے
کہ جو اُسکے حال سے واقف نہین ہوتا وہ اُسپر انکار کرتا اور اُس سے ناراض ہوتا ہے یعنی جیساکہ عقل
والا جب دیوانے کی بے ادبی دیکھتا ہے تب اگر اسکو اسکے دیوانہ پن کی خبر نہین ہوتی تو اُس سے ناراض
ہوتا ہے اور اگر اُسکو پہچانتا ہے کہ یہ دیوانہ ہے تو اس سے ناراض نہین ہوتا اسکو معذور سمجھتا ہی اور
اُس پر رحم کرتا ہے اور اُسپر غلبہ کی حالت ہوتی ہے اسکو مغلوب کہتے ہین اور غلبہ کی حالت جب ساکن
ہوتی اور جاتی رہتی ہے تب پھر ہوش مین آتا ہے اور اپنے حال مین سوچتا ہے کہ یہ مجھ سے کیا حرکت
ہو پڑی اور غلبہ کی حالت کے ساکن ہونے اور ٹھہر جانے کو اور غلبہ کی حالت نہونے کو سکون بولتے ہین
اور جن چیزون سے اُسپر غلبہ کا حال ہوتا ہے وہ یہ چیزین ہین خوف یا ہیبت یا اجلال یعنی بہت بزرگ جاننا
یا حیا یا اسطرحکے بعضے احوال یعنی عذاب کا خوف غلبہ کرتا ہے اور شرع کی حرمت کے خیال کرنے سے
[illegible] کرتی ہی اور مشاہدہ [illegible]ی حالت مین اللہ کو بہت ہی بزرگ جاننے کا غلبہ ہوتا ہے اور اپنے
[illegible]ال کرنے سے حیا غلبہ کرتی ہی اور اسی غلبہ کے سبب سے آدمی بیہوش اور مغلوب ہوجاتا ہے
جیسا نہ [illegible] غلبہ کا حال ابی لبابہ ابن عبدالمنذر کے قصہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہی کہ جب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظ کو سعد ابن معاذ کے حکم پر اُترنے کا حکم دیا کہ تمھارے حق مین سعد
ابن معاذ جو حکم کرے سو تم لوگ قبول کرو تب بنو قریظ اور سعد ابن معاذ سے چونکہ قرابت تھی سبھون نے
اسبات کو قبول کیا اور ابی لبابہ اور بنی قریظ سے بھی قرابت تھی اسواسطے اُن لوگون نے ابی لبابہ سے
مشورہ پوچھا کہ سعد ابن معاذ کے حکم پر ہم راضی ہون تب ابی لبابہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی
طرف اشارہ کیا یعنی وہ تمکو قتل کا حکم دیگا پھر پیچھے سے اسبات سے پشیمان ہوا کہ ہمنے اللہ اور اُسکے
رسول کی خیانت کی پھر برابر چلا گیا اور اپنے تئین مسجد مین جاکے اُسکے ستونون مین سے ایک ستون
مین باندھا اور کہا کہ مین ہمیشہ اس مکان پر اسطرح سے بندھا رہونگا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول
کرے اور جو گناہ مجھ سے ہوا اُسکو معاف کرے سو یہ ایسا مضمون ہے کہ جب ابولبابہ پر اللہ تعالیٰ کا خوف
غالب ہوا تب وہ غلبہ ابولبابہ کے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنکے درمیان مین

آنکے پڑا اور حالانکہ ابو لبابہ کا آنحضرت کے پاس اُسوقت آنا واجب تھا اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے بموجب فرمایا
اللہ تعالیٰ نے پانچوین سپارہ سورۂ نساء مین وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اور اُن لوگون نے جسوقت اپنا بُرا کیا تھا اگر آتے
تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان اور شریعت
مین اپنے تئین ستونون مین باندھنے کا حکم نہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیر سے
ابو لبابہ کو نہ دیکھا تب فرمایا کہ اگر میرے پاس آتا تو مین اُسکے واسطے استغفار کرتا اور اللہ سے اسکا گناہ
بخشواتا پھر لیکن جب اُس نے کیا ہے جو کیا تو اب مین اُسکو کھولنے والا نہین یہانتک کہ اللہ اُسکا توبہ
قبول کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اُنکے توبہ قبول کرنے مین یہ آیت اُتاری فرمایا اللہ تعالیٰ نے نوین سپارہ
سورۂ انفال مین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اے ایمان والو اگر ڈرتے رہوگے اللہ سے تو کر دیگا تم مین
اُتار دیگا تم سے تمہارے گناہ اور تمکو بخشیگا اور اللہ کا فضل بڑا ہے تب نبی صلی اللہ
اسکو کھولدیا اس قصہ کو صاحب تعرف مغلوب کے معذور ہونیکی دلیل لاتے ہین کہ پہلے تو ابو لبابہ کا
اشارہ کرنا خیانت اور گناہ تھا پھر گناہ جو ہو پڑا تھا تو شریعت کا ادب یہ تھا کہ حضرت کے پاس آتا
اور عذر کرتا تب حضرت اُسکے واسطے استغفار کرتے سو یہ توبہ کیا اپنی تئین ستون مین باندھا اور یہ
خیانت کے بعد دوسری بے ادبی ہوئی لیکن چونکہ یہ حرکت خوف کے غلبہ سے ہوئی اور ابو لبابہ مغلوب تھے
اسواسطے آنحضرت نے معذور رکھا اور چونکہ اُسکے باطن مین قصد درست تھا وہی بے ادبی اُسکے
مغفرت کی باعث ہوئی اور تعرف اس غلبہ کی حال کی دلیل مین دو قصہ اور یہ بیان کیا ہے طول کے
سبب سے اسکے لکھنے کی حاجت نہین اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی بچکے غلبہ
سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال مشرکون سے صلح کرنا چاہا تب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُنکو سمجھایا تھا اور حضرت نے
اُنکو معذور رکھا پھر جب غلبہ کی حالت جاتی رہی تب حضرت عمرؓ بہت نادم ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ

کہتے تھے کہ مین اس جرأت اور اعتراض کے خوف سے ہمیشہ روزہ رکھا کرتا اور صدقہ دیا کرتا اور غلام آزاد کیا کرتا اور نماز پڑہا کرتا یہانتک کہ مجکو رجا اور امید ہوئی کہ اللہ میرا بھلا کریگا اور اسیطرحسے جب آنحضرت نے عبداللہ ابن ابی منافق کے جنازے کی نماز پڑھنا چاہا تھا تب حضرت عمرؓ نے اعتراض کیا تھا اُسمین بھی حضرت نے معذور رکھا اور ابو طیبہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنگی کھینچا تب محبت کے غلبہ سے اُس خون کو پی گئے اور شریعت مین خون پینا منع ہے لیکن چونکہ غلبہ کی حالت مین اُس نے یہ کام کیا اسواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو معذور رکھا اور فرمایا کہ دوزخ کی آگ کے بہت آڑ کرنیوالو تھا تو نے آڑ پکڑا یعنی تو دوزخ کی آگ سے بچا سو یہ قصے اور اُسکے مانند بہت قصے ہین اُنسے بھی دلیل سمجھی جاتی ہے کہ غلبہ کی حالت اچھی ہے اور جو بات سکون کی حالت مین درست نہین ہوتی سو غلبہ کی حالت مین درست ہوتی ہے اور جس شخص مین سکون ہوتا ہے وہ شخص اسوقت اور اس حدتہ مین ایسا کام کرتا ہے کہ وہ کام مغلوب کے کام سے بہت اچھا ہوتا ہے اور مغلوب کے حال سے مکون والے کا حال بہت مضبوط اور کامل ہوتا ہے جیساکہ ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ تھے یعنے عمرؓ نے جب اعتراض کیا تو ابو بکر کو معلوم تھا کہ اُسوقت یہ مغلوب ہین لیکن ابوبکرؓ کو سکون کا مقام حاصل تھا اسواسطے عمرؓ کو معذور رکھا تو عمرؓ غلبہ کی حالت سے معذور ٹھہرے اور ابوبکرؓ سکون کی حالت سے معذور ٹھہرے کیونکہ اُنکا سکون اللہ کے حکم کی تابعداری تھی انتہیٰ اس بیان سے معلوم ہوا کہ مغلوب کی تقلید ہوش والیکو درست نہین اور شرح تعرف مین لکھا ہے کہ سالک ادب کے ترک کرنے مین اُسوقت معذور ہوگا جب وہ ترک ادب سے بغیر قصد کے ہو پڑا ہو گا اور اُس کام کے بغیر قصد ہو پڑنے کی یہ نشانی ہے کہ جب ہوش ہو تب اُسکام کے ہو پڑنے کا عذر کرے اور اُس کام کو ہمیشہ نکرتا ہوا تفاقاً کبھی وہ کام ہو پڑا ہو اور لیکن جب بے ادبی کے کام پر ہٹ کرے گا اور ایکبار جو ایسا کام ہو پڑا تھا پھر اُس کام کو قصداً کرے گا تب نزکے قابل ہے معذور رکھنے کے قابل وہ شخص نہین اس مضمون سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہمیشہ خلاف شرع کام کیا کرتے ہین مثلاً نشا کی چیز کھایا پیا کرتے ہین یا داڑھی مونڈایا کرتے ہین وغیرہ ایسا کام کیا کرتے ہین وے مغلوب نہین کہلاتے اور وے معذور نہین ہین

اور انھین کلمات مین سے ہے مسامرۃ مسامرۃ کے معنے لغت مین کہسمین کہانی اور قصہ کہنا عوارف مین
فرماتے ہین کہ وہ مسامرۃ کیا ہے کہ ارواح کا اکیلا ہونا چھپی ہوئی مناجات اور لطیف اور باریک بھیدونکے
ساتھ سر کے سمجن یعنے باطن کے باطن مین اور اُن مناجات اور بھیدو نکا دریافت کرنا قلب کو مشکل
معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ اُس مناجات اور بھید کو روح اپنے اندر چھپائے ہے سب سے الگ ہوکے اور
قلب کو اُسکے خبر نہین یہ خاکسار کہتا ہے کہ یہ وہی مسامرۃ ہے جسکو فتوح الغیب مین لکھا کہ مشاہدہ
جمال کی حالت مین مزے کی باتین اور حکایتین آرام دینے والی ہوتی ہین اور انھین کلمات مین سے
ہی سکر اور صحو سو سکر کیا ہے حال کے سلطان کا غالب ہو جانا یعنے حال اُسکو دبالے کہ نشے والون
کیطرح سے متوالا اور بیہوش ہو جاوے اور صحو کیا ہے کہ بیہوشی کے بعد پھر دھرا کے اپنے کام کے درست
کرنے اور باتونکے آراستہ کرنیکی طرف رجوع ہو محمد ابن حنیف نے کہا کہ سکر کیا ہے محبوب کے
ذکر اور یاد آنے کے وقت دلکا جوش کرنا اور واسطی نے کہا کہ وجد والون کے مقامات چار ہین
پہلے ذہول یعنے بھول جانا اور غافل ہونا بعد اسکے حیرۃ یعنی حیران اور پریشان ہونا بعد اُسکے سکر
یعنے بیہوش اور متوالا ہونا بعد اسکے صحو یعنی بیہوشی کے بعد ہوش مین آنا ان چارونکی مثال جیسے
ایک شخص نے دریا کو سنا بعد اسکے دریا کے قریب گیا بعد اسکے دریا مین بیٹھا بعد اسکے اسکو موجون نے
لیا یعنے دریا کو سنا تو اُسکے حال سے ابھی غافل ہے جب اُسکے قریب گیا تب اُسکو دیکھ کے حیران ہوا اور
جب دریا مین بیٹھا تب بیہوش ہو گیا اور جب موجونکے دھکے لگنے لگے تب ہوش ہوا اور اپنے
نکلنے اور جان بچانیکی فکر مین ہوا تو اس بیانکے موجب جس شخص پر اُس حال کا اثر باقی ہے جو حال
اُسکی رگ رگ اور سارے اجزا مین بھین گیا تھا تو اسپر سکر کا اثر باقی ہے اور جو شخص ایسا ہی کہ اُسکے
سارے اجزا اپنے اپنے ٹھکانے اور حالت اصلی پر آگئے ہین تو وہ صاحی یعنی ہوش والا ہے تو سکر
ہوتا ہے ارباب قلوب یعنے دل والون کے واسطے جو اپنے دل کی صفائی اور ذکر مین مشغول
رہتے ہین اور صحو ہوتا ہے اُنکے واسطے جن پر غیبی چیزونکی حقیقتین کھلجاتی ہین اور انھین کلمات
مین سے ہے محو اور اثبات سو محو حاصل ہوتا ہے صاف نفوس کے دور کرنے سے کہ اپنے نفس کی

صفتونکو دور کرے اور مٹا دے اور اثبات حاصل ہوتا ہے اسبات سے کہ سالک لوگون پر اللہ تعالے
کی محبت کے آثار کے پیالے گھومائے جاتے ہین یعنے جب نفس کی صفتین مٹ گئین تب محو حاصل ہوا
اور جب اللہ کی محبت کے پیالے پیئے اور اُسکی محبت کا نشا ہوا تب اثبات حاصل ہوا اسواسطے کہ محو
جو ہے سو اپنے اعمال کی رسمونکا مٹا دینا ہے اپنے نفس کیطرف اور جو کام نفس سے صادر ہوتا ہے اُسکی طرف
فنا کی نظر سے دیکھ کرکے اور اثبات کیا ہے ثابت کرنا اپنے اعمال کی رسمون کا اس اعتقاد سے کہ حقنے
اُسکو اپنی طرف سے وجود دیا ہے اور وہ حق کے قائم کرنے سے قائم ہے کچھ آپ ہی آپ قائم نہین ہے
کیونکہ پہلے اسکو حق نے اُسکے اوصاف سے مٹا دیا تب محو حاصل ہوا بعد اسکے سرنو اُسکو حق نے ثابت
کیا یعنے اپنی تئین اور اپنے اعمال کے تئین اللہ کی بخشش اور دینی سمجھا ابن عطانے کہا کہ محو اثبات
اسکو کہتے ہین کہ اللہ جو بندون کے اوصاف کو مٹا دیتا ہے اور اُنکے باطن کے معاملہ کو ثابت اور
مضبوط کرتا ہے اور انہین کلمات مین سے ہے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین سو علم الیقین
وہ یقین ہے جو غور اور فکر اور دلیل تلاش کرنیکی راہ سے حاصل ہو اور عین الیقین وہ یقین ہے
جو کھلجانے اور عطا اور بخشش کی راہ سے حاصل ہو اور حق الیقین وہ یقین ہے کہ وصال کے قاصدکے
اُترنے کے سبب سے جب صلصال کی آلایش یعنے اپنے وجود سے جدا ہونا ثابت ہوتا ہے تب وہ
یقین حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اللہ کے مشاہدہ سے جب کوئی چیز آڑ نہ پڑے یہانتک کہ اپنے بدن کا
خیال نرہے اور اپنا بدن آڑ نہ پڑے تب اسکو وصال کہتے ہین اسی حالت کو حق الیقین کہتے ہین
فارس نے کہا کہ علم الیقین اس یقین کو کہتے ہین کہ جسمین اضطراب اور گھبراہٹ نہین ہوتی یعنی جس بات کا
اپنے علم اور جاننے کے سبب یقین ہے اُسمین گھبراہٹ نہین ہوئی اور عین الیقین اُس یقین کو
کہتے ہین کہ جو یقین اللہ تعالے نے باطن مین امانت رکھا ہے یعنے اللہ تعالے نے مومن بندے کے
دلمین جو یقین ڈالدیا ہے اور وہ یقین دلیل محتاج نہین ہے اور اُسکو مشاہدہ کہتے ہین جیسا کہ آگے
معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے اور جس علم مین یقین کی صفت نہین پائی جاتی ہے وہ شبہہ کا علم ہوا اور جب
اس علم مین یقین ملا تب وہ بے شبہہ کا علم ہوا یعنے علم الیقین ہوا اور جس چیز کیطرف علم الیقین اور عین الیقین

اشارہ کرتا ہے اسکی حقیقت کا نام حق الیقین ہے خلاصہ یہ کہ علم الیقین یہی اللہ کی ذات کی طرف اشارہ
کرتا ہے اور عین الیقین اللہ کی صفات کے ظہور اور تجلی اور کُھلنے کا نام ہے اور اسیکو مشاہدہ کہتے ہین
سو وہ بھی ذات کیطرف اشارہ کرتا ہے یعنے صفات کے کُھلنے سے ذات پہچان پڑتی ہو تب اُسی حالت کو
حق الیقین کہتے ہین اور جنید نے کہا کہ حق الیقین وہ چیز ہے جو بندے کے نزدیک ثابت اور متحقق ہو
جاوے اور وہ ثابت اور متحقق ہونا ایسا ہوتا ہے کہ غیوب یعنے پردے کی چیزون اور اُن دیکھی
چیزون کو ایسا دیکھتا ہے جیسے دیکھنے کی چیزونکو کھلی کھلا آنکھ سے دیکھتا ہے اور پردیکی چیزونکو جانتا ہے
اور اُسکی خبر دیکے صدق سے دیتا ہے جیسا کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے خبر دی جب رسول اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تو نے اپنے بال بچونکے واسطے کیا چھوڑا تب کہا کہ اللہ کو اور اُسکے رسول کو یعنے صدیق کو اپنے
بال بچونکی پرورش کیواسطے اللہ کے موجود ہونے کا ایسا یقین تھا کہ گویا اللہ کو اپنے گھر مین کھلی کھلا دیکھ گئے
آئے تھے اور رسول کو تو دیکھتے ہی تھے اور بعضے مشایخ صوفیہ نے کہا کہ علم الیقین معرفت کا حال ہے یعنی اللہ کو
تعالے کے افعال کے علم حاصل ہونے سے جو اللہ تعالی کو پہچانتا ہے اور یقین حاصل ہوتا ہے اور عین الیقین
جمع کا حال ہے یعنے صفات کے کھلجانے سے جو اللہ کو پہچانتا ہے اور یقین حاصل ہوتا ہے اور حق الیقین
جمع الجمع کا حال ہے توحید کی زبان کے ساتھ یعنے ذات کی توحید کھلجانے سے جو ایک ہی کو دیکھتا ہے
اور اُسکے وجود کے سوا دوسرا وجود نظر نہین پڑتا تو اس حالت کو حق الیقین کہتے ہین اور کہا گیا ہے
کہ یقین کیواسطے نام اور رسم اور علم اور عین یعنے ذات اور حق اور حقیقت ثابت ہے سو یقین کا نام اور
رسم یعنی اسم الیقین اور رسم الیقین عوام صوفیہ کیواسطے ہے اور علم الیقین اولیاء کیواسطے اور عین الیقین
خاص اولیاء کیواسطے اور حق الیقین انبیا کیواسطے اور حقیقت حق الیقین کی جو ہے سو اُسکے واسطے
ہمارے نبی علیہ السلام خاص کئے گئے ہین اور انھین کلمات مین سے ہے وقت اور وقت سے
مراد ہے وہ حالت جو بندے پر غالب ہے اور بندے پر جو چیز زیادہ غالب ہے سو اُسکا وقت ہو اسواسطے
کہ وقت مثل تلوار کے ہے وقت گذرتا ہے اپنے حکم سے اور کاٹتا ہے یعنے اُس حالت مین بندے کو
حکم اور اختیار نہین رہتا اور کبھی وقت سے مراد لیجاتی ہے اور وہ حالت جو بندے پر ہجوم کرتی اور آپڑتی ہے

اور وہ حالت بندے کے کسب سے نہین آپڑتی بلکہ خود اچکے مین یکایک آپڑتی ہے اور بندے مین
تصرف کرتی ہے تب بندہ وقت کے حکم مین ہوجاتا ہے یعنے وقت کا تابعدار بنجاتا ہے لوگ بولتے ہین
کہ فلانا وقت کے حکم مین ہے یعنے جو چیز بندے کے اختیار سے سرزد ہوتی ہے سو لے لی جاتی ہے اس سے
کہ اُسکے بجائے وہ چیز قائم ہوتی ہے جو حق کیطرف سے ہوتی ہے یعنے اس حالتین بندہ اپنے اختیار کو
بھول جاتا ہے اللہ کے اختیار مین اپنے تئین سونپ دیتا ہے اور اُنھین کلمات مین سے ہے غیبت اور
شہود سو شہود کیا ہے کہ اللہ کے سامنے حاضر ہونا ایک وقت مراقبہ کی صفت کے ساتھ اور ایک وقت
مشاہدہ کے صفت کے ساتھ اور جبتک بندہ مشاہدہ کے ساتھ یا مراقبہ کے ساتھ موصوف ہے تب تک
بندہ حاضر ہے پھر جب مشاہدہ اور مراقبہ کا حال گم ہوگیا تب حاضر ہونیکے دائرہ سے نکل آیا اب وہ غائب
ہے اور یہ غیبت کا حال ہے اور حضرات صوفیہ غیبت سے کبھی مراد لیتے ہین غائب ہونا اشیاء اور ساری
چیزون سے حق کے حضور مین حاضر ہونیکے سبب یعنے حق کے حضور مین حاضر ہونے اور اسپر تک
لگانے کے سبب سے کوئی چیز اسکو نظر نہین پڑتی تو اس معنی کی صورت مین اسکا حاصل جا پڑتا ہے
فناء کے مقام کیطرف یعنے پہلے معنی کی راہ سے مشاہدہ اور مراقبہ کی حالت کی حضوری کو شہود بولتے ہین
اور اس حالت کے گم ہونیکو غیبت اور اس معنی کی راہ سے فناء کے مقام کو غیبت بولتے ہین اور انھین
کلمات مین سے ہے ذوق اور شرب اور ری لغت مین ذوق معنے چکھنا اور کسی چیز کا مزہ آزمانا اور
شرب معنی ایک حصہ پانی اور پینے اور کھانے کی چیز اور ری معنے سیراب ہونا اور آسودہ ہوکے پانی پینا
اور صوفیہ کی اصطلاح مین جو معنے ہین سو اسمین بھی اسی معنی کی رعایت ہے سو ذوق ایمان ہے
اور شرب علم اور ری حال یعنے جب ایمان لایا تو معرفت کا مزہ چکھا اور جب علم حاصل ہوا تو معرفت
کا ایک حصہ ملا اور جب کہ حال آیا تب پوری معرفت حاصل ہوئی سو ذوق ارباب بوادہ اور بوادی
یعنے مبتدی اور شروع کے حال والے کیواسطے ہے اور شرب ارباب طوالع اور لوایح اور لوامع
کیواسطے ہے یعنے جسپر معرفت چمک جاتی ہے اُنکے واسطے ہے اور ری ارباب احوال یعنے احوال
والے کے واسطے ہے اور اسکا بیان یہ ہے کہ احوال وہ چیز ہے جو قرار پکڑتا اور ٹھہرتا ہے اور جو چیز

قرار نہین پکڑتی تو وہ حال نہین ہے وہ لوامع اور طوالع ہے یعنی ایک چمک آئی اور گئی اور کہا گیا ہے
کہ حال ٹھہرا نہین رہتا کیونکہ وہ بدلا کرتا ہے اور جب ٹھہر رہا تب وہ مقام ہوا جیسا کہ یہ مضمون حال اور
مقام کے بیان مین معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے اور یہان مصنف کی یہ مراد ہے کہ لوامع اور طوالع ایک
تجلی کی چمک سی آئی اور گئی اسمین خوب امتیاز نہین ہوتی اور حال قرار پکڑتا اور ٹھہرتا ہے چراغ کی روشنی
کیطرح سے کہ اسمین خوب امتیاز ہوتی ہے تب اُسکے بعد بدلتا ہے اور انھین کلمات مین سے ہے محاضرہ اور
مکاشفہ اور مشاہدہ سو محاضرہ ارباب تکوین کیواسطے ہے تکوین کے معنے قریب ہی آتے ہین یعنی جنکا رنگ
بدلا کرتا ہے اُنکی حضوری کو محاضرہ کہتے ہین اور مشاہدہ ارباب تمکین کیواسطے ہے تمکین کے معنے قریب ہی
آتے ہین یعنے جنکی ارواح ذات کے نور کی چمک دیکھتی ہین اور رنگ نہین بدلتا اُنکی حضوری کو مشاہدہ کہتے
ہین اور مکاشفہ دونونکے درمیانکے حال کو کہتے ہین یہانتک کہ مشاہدہ قرار پکڑے تو محاضرہ علم والونکے واسطے
ہے یعنے علم الیقین والونکے حضوری کو محاضرہ کہتے ہین اور مکاشفہ عین والونکے واسطے ہے یعنے عین الیقین
والونکی حضوری کو مکاشفہ کہتے ہین اور مشاہدہ حق والونکے واسطے ہے یعنے حق الیقین والونکی حضوری کو مشاہدہ
بولتے ہین اور انھین کلمات مین سے ہے طارق اور بوادی اور بوادہ اور واقع اور قادح اور طوالع
اور لوامع اور لوایح لغت مین طارق معنی صبح کا ستارہ یعنی جو تارہ صبحکو نکلتا ہے طوارق اُسکی جمع ہے اور بادی
معنے پہلے چیز بوادی اسکی جمع ہے اور بادہ معنے یکایک آچکے ہین اور بے اندیشہ آئیوالا بوادہ اُسکی جمع ہے
اور واقع معنے چڑھا ہوا سے اُترنے والا اور قادح معنے آگ لگانے والا اور طالع معنے نکلنے والا اور صبح کا ذب
اور ہلال طوالع اُسکی جمع ہے اور لامع معنے روشن ہونیوالا اور چمکنے والا لوامع اسکی جمع ہے اور لایح معنی چمکنے
والا اور ظاہر ہونیوالا اور لوایح اسکی جمع ہے صاحب عوارف فرماتے ہین کہ یہ سب لفظین معنی مین قریب
قریب ہین اور ممکن ہے کہ اسمین باتکو کشادہ کرین مگر سب باتونکا حاصل ایک معنی کیطرف رجوع
کریگا یعنے ایک ہی معنی سب باتون سے بوجھے جاوینگے اور عبارت زیادہ ہوگی تو بات کے کشادہ
کرنے مین کچھ فائدہ نہین اور ان سارے نامونکا مقصود یہ ہے کہ یہ سارے نام حال کے مقدمات
اور شروع پر بولے جاتے ہین سو جب حال درست ہوا یعنے حال پایا گیا تب یہ سب لفظین اور انکا

معنے ٹھیک ہوئے یعنے مبتدی کے دلپر جو نفس کے مزونکے سبب تاریکی ہوتی ہے جب اُسپر تجلی افعال یا صفات یا ذات یا قرب اور حضوری کی ذراسی چمک گئی یا نمود ہوئی یا کُھل گئی اور مبتدی کے قلب کے حال مین ترقی شروع ہوئی تب اس حال کو بولتے ہین طوارق بوادی وغیرہ یعنے سلوک الی اللہ سے جو مقصود ہے سو شروع ہونے لگا اور یہ بات بھی اپنے حال مین غور کرنے سے صاف معلوم ہوتی ہے تو اپنے حال مین غور کرنا ضرور ہے تاکہ طوارق اور بوادی کے دریافت کرنے سے اُسکا دل بڑھے اور مشاہدہ حاصل ہونیکی امید قوی ہو اور مجاہدہ مین دل لگے اور شوق زیادہ ہو اور یہ تجلی مذکور کا ذراسا چمک جانا خوب سوچنے اور ہوش کرنے سے ایک ہی دو روز مین معلوم ہو گا انشاء اللہ تعالی اور اُنھین کلمات مین سے ہے تلوین اور تمکین لغت مین تلوین معنی رنگ برنگ کرنا اور تمکین معنے کسی کا پانؤن جگہ پر قائم کرنا اور صوفیہ کی اصطلاح مین جو معنے ہین اُسکا بیان مصنف فرماتا ہے کہ تلوین ارباب قلوب کیواسطے ہے یعنے جن لوگونکا معاملہ دل سے علاقہ رکھتا ہے اور وہ معاملہ بوادی سے لیکے تجلی صفات تک ہے کہ یہ قلب سے علاقہ رکھتا ہے اور ذات کی تجلی روح سے علاقہ رکھتی ہے اسیواسطے فرماتے ہین کہ تلوین یعنے حال کا بدلنا ارباب قلوب کیواسطے ہے اسواسطے کہ وے لوگ قلب کے پردونکے نیچے ہین اور قلب کا یہ حال ہے کہ پردون سے خلاصی پاکے اور چھوٹ کے صفاتکی طرف جاتا ہے اور اُسپر صفات کھلنے لگتے ہین اور صفات کیواسطے تعدد ہے یعنے صفات بہت سی ہین اسیواسطے تلوین کے درجے بھی متعدد ہوتے ہین یعنے ایک صفات بندہ پر کھلنے سے ایک حال ہوتا ہے دوسری صفات کھلنے سے کچھ اور حال ہوتا ہے اسیطرح تیسری چوتھی وعلی ہذا القیاس کے کھلنے سے حال بدلتا جاتا ہے پھر ارباب قلوبکے واسطے صفات کے شمار کے موافق تلوینات ظاہر ہوتی ہین اور دو تلوینات جو ظاہر ہوا کرتی ہین سو قلوب اور ارباب قلوب کو عالم صفات سے نکلنے نہین دیتین یعنی ارباب قلوب اور صاحب دل لوگ عالم صفات کی سیر کیا کرتے ہین اور اُنکا حال بدلا کرتا ہے کبھی بیقراری اور بیچینی ہوتی ہے آنسو گرتا ہے خوف غالب ہوتا ہے اور کبھی آنکھ کو ٹھنڈک اور دلمین روشنی اور خوشی

حاصل ہوتی ہے اور لیکن ارباب تمکین یعنی تمکین والے لوگ جو ایک مقام پر قائم رہتے ہین وے لوگ احوال کے شمائم یعنی جھلی اور کھیڑھی سے باہر نکلے ہین اور دلکے پردونکو پھاڑ دیتے ہین اور انکی ارواح ذات پاک کے نور کی چمک کو پایا ہے سو تلوین دور ہو گئی ذات مین تغیر ہونیکے سبب سے اسواسطے کہ اس سبحانہ کی ذات حوادث اور تغیرات کے آنے سے بہت بزرگ ہے یعنی اُسکی ذات مین نیا حادثہ اور بدلنا نہین لگتا سو جب تمکین والے لوگ دل کے پردون سے چھوٹ کے قرب کے مقام مین جو تجلی ذات کے نشانے ہین پہنچے تب تلوین انسے دور ہو گئی سو اب اسوقت مین تلوین اُنکے نفوس اور جیون مین ہوتی ہی اسواسطے کہ جی قلب کے مکان مین ہی اُسکی طہارت اور پاکیزگی کے سبب سے اور تلوین جو جیمین رہتی ہی اسکے سبب سے تلوین والا تمکین کے حال سے باہر نہین ہوتا اسواسطے کہ نفوس مین تلوین کا جاری ہونا جو ہی سو انسانیت کی رسم اور طور کے باقی رہنے سے ہے اور تمکین مین قدم کا ثابت رہنا یہی ہو کہ حق الحقیقۃ یعنی ذات کھلجاوے یعنی تمکین ذوالاذات کے کھلنے کے مقام مین ثابت اور ٹھہرا رہتا ہے اور تمکینکے یہ معنی نہین ہین کہ بندیکا حال نہ بدلے کیونکہ وہ بشر ہے یعنی بشر کا حال بدلتا ہے ذات کی تجلی نہین بدلتی اور اس تمکین سے ہماری یہ مراد ہے کہ بندے پر جو حقیقت یعنی ذات کھل گئی ہے سو بندیسے کبھی نہ پوشیدہ ہوتی ہے اور نہ کم ہوتی بلکہ زیادہ ہوتی ہے اور تلوین والے کا یہ حال ہے کہ کبھی اُسکے نفس کی صفات کے ظاہر ہونیکے وقت اُسکے حقمین کوئی چیز کم ہو جاتی ہے اور بعضے احوال مین اُسکی حقیقت غائب ہو جاتی ہی اور جیساکہ تمکین والا ذات کے کھلنے کے مقام پر ثابت رہتا ہے ویسا تلوین والا ایمان کے مقام پر ثابت رہتا ہے اور احوال کے قاصد کے آنے سے اُسکا حال بدلتا ہے اور انہین کلمات مین سے ہے نفس اور کہا جاتا ہے کہ نفس منتہی کیواسطے ہے اور وقت مبتدی کیواسطے اور حال متوسط یعنے میانہ آدمی کیواسطے اور گویا کہ اسبات مین صوفی لوگونکا اشارہ ہے اسبات کیطرف کہ مبتدی کے پاس اللہ تعالی کیطرف سے ایک آنیوالا آتا ہے جو ٹھہرتا نہین جیساکہ قریب سے طوارق وغیرہ کے بیان مین گذرا اور متوسط صاحب حال ہے کہ اُسکا حال اُسکے اوپر غالب ہے اور یہ حال ارباب قلوب اور تلوین والے کا ہے تو متوسط ارباب قلوب ٹھہرے جیساکہ قریب ہی معلوم ہوا اور منتہی

صاحب نفس ہے اُسکا حال قرار پکڑنے والا ہے اس کا حال وقت وقت اور بار بار غیبت اور حضور کے
ساتھ بدلتا نہین بلکہ اُسکے وجدین اُسکے جی کے ساتھ ملے ہوے اور اور مقیم ہوتے ہین بار بار بدلتے
نہین تو منتہی صاحب نفس اور ارباب تمکین ٹھہری اور صوفیونکے اشارے کے یہ سب کلمات جو مذکور
ہوے سو یہ سب احوالون کے احوال ہین یعنی جس احوال کے جو لوگ ہین اُنہین وہ احوال پایا جاتا ہے
اور اُن احوال والونکو ان احوالون سے ذوق اور شرب حاصل ہے یعنے اس احوال کا شربت چکھتے
اور پیتے ہین عوارف کا مضمون تمام ہوا **فائدہ** اب سالک کو لازم ہے کہ اپنے حال مین غور کرتا رہے
کہ ان مذکور حالونمین سے اسوقت مجھکو کون حال حاصل ہے اور ان سب کلمات کا مضمون خوب
سمجھ کے یاد رکھے تا کہ اپنے تئین اور دوسرونکے تئین بھی پہچان سکے اور یہ سب مضمون سالک کے
بڑے کام کے ہین انکو بیکام اور بیفائدہ نجانے اور تصوف کی ساری معتبر کتابونمین ان کلمات کو
لکھا ہے اور انکی بڑی خوبی اور بزرگی بیان کیا ہے چنانچہ تعرف مین ان کلمات کی عظمت کے بیان مین
فرماتے ہین کہ اوپر جو ہمنے عقائد وغیرہ بیان کیا ہے سو اُسمین صوفیہ کے گروہ کے سوا اور لوگ بھی یعنی مثل
فقہاء اور متکلمین وغیرہ کے شریک ہین اور اب ہم صوفیہ کے گروہ کی کئی عبارات بیان کرتے ہین اور اُنہین
صوفیہ لوگ اکیلے ہین یعنے اُن عبارات کا بھید اُنکے سوا کسیکو معلوم نہین اور وہ عبارات اُن لوگونمین
آپسمین بولنے کی اصطلاحات ہین ایسا نہین لگتا کہ اُنکے سوا اور لوگ اُن عبارا تکو سمجھین اور بولین
سو اُن عبارات مین سے جو ہمکو یاد ہین اُنکی خبر دیتے ہین اور اُنکے معنے کو مختصر بات کے ساتھ ہم کھولتے اور بیان
کرتے ہین اور اس بیان مین ہمارا یہی مقصد ہے کہ اُن عبارات کے معنے بیان کرین اور یہ مقصد نہین ہے
کہ وہ سب معنے جنکو اُن عبارات نے اپنے اندر جمع کر رکھا ہے بیان کرین کیونکہ وہ سب معنی اشارے
مین نہین آسکتے اور انکا کھول کے بیان کرنا تو بہت دور ہے لیکن اُن عبارات کے احوال کا جو بھید ہے
سو اُسکے بیان کرنیسے عبارت عاجز ہے اور وہ احوال ان احوال والون ہی پر کھلے ہین انتہی اب پہلے حضرات
صوفیہ سے توجہ اور مراقبہ اور ذکر اور مذہب پر مضبوط رہنے کی باتو نکا فیض جو جاری ہوا ہے ہم کئی فصلونمین
لکھ کے تب اُنکے طریق اور احوال اور علم کا بیان لکھینگے انشاء اللہ تعالیٰ اسمین یہ غرض ہے کہ اُن باتون کے

دریافت کرنیسے اُن حضرات سے اعتقاد بہم پہونچے گا تب اُنکے احوال ورطریق اور اُنکی ماہیت کو دریافت کریگا پھر جب اُنکو خوب پہنچانے گا تب اُنکے طریق مین داخل ہوگا اور سارے حال اور مقام اُسکو ملین گے

ساتوین فصل توجہ کے اقسام اور توجہ کی تاثیر اور توجہ دینے کے طریقہ کے بیان مین

تفسیر فتح العزیز مین سورۂ اقرا، کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ کامل لوگ جو اپنی تاثیر دوسرون مین دیتے ہین اور اہل طریقت کے اسکو توجہ بولتے ہین سو وہ تاثیر چار قسم ہوتی ہے پہلی قسم تاثیر انعکاسی ہے وہ اسطور پر ہے کہ مثلاً ایک شخص اچھا خوب اور بہتر عطر لگا کے مجلس مین آوے اور اُس عطر کی بو ہمنشینون کے دماغ مین تاثیر کرے اور اُس سے لذت پاوین اور اس قسم کا توجہ سارے قسمون [illegible] توجہ سے بڑا کمزور ہے اسواسطے کہ اس قسم کے توجہ کا اثر صحبت کی مدت بھر باقی رہتا ہے اور بعد صحبت کے کچھ [illegible] رہتا دوسری قسم تاثیر القای تا سادہ اس طور پر ہے کہ ایک شخص بتی اور تیل چراغمین کرکے لاوے اور دوسرا شخص جسکے پاس آگ ہے اُس بتی کو روشن کردے تب چراغ روشن ہوجاوے اور اس قسم کو توجہ کسیقدر قوی ہے کہ فائدہ لینے اور فائدہ دینے کی صحبت کی بعد بھی اسکا اثر باقی رہتا ہی لیکن اگر کوئی مانع قوی مثل آندھی اور باران وغیرہ کے آپڑتا ہے تو اُسکا اثر جاتا رہتا ہے اور یہ بھی ہو کہ نفس اور اُسکے لطیفونکی آراستگی مین اس قسم کا توجہ تاثیر نہین کرتا جیساکہ تیل اور بتی اور چراغکی ناکارگی کو فقط شعلہ آراستہ اور درست نہین کرتا ہے تیسری قسم تاثیر اصطلاحی ہے وہ اس طور پر ہے کہ دریا یا کنوئین سے پانی لاکے فوارہ کے خزانہ مین جمع کرین اور خزانہ کی راہ کو حوض کے فوارہ تک کوڑے کرکٹ گھانس پات سے صاف کردین اور اُس پانی کو بڑے زور سے اُس راہ مین جاری کردین تاکہ فوارہ جوش مارے اور فوارہ چھوٹنے لگے اور اس قسم کے توجہ کا اثر اگلے قسم کے توجہ کے اثر اور تاثیر سے بہت قوی ہی کہ اس توجہ نے نفس کو بھی آراستہ کردیا اور لطیفونکو بھی درست کردیا لیکن اس قسم مین بقدر استعداد اور لیاقت خزانہ کے اور بقدر فاصلے راہ کے پانی پہونچتا ہی بقدر دریا

اور کوئین کے پانی نہین پہونچتا اور باوجود اسکے اگر خزانہ مین کوئی آفت پہنچیگی تو اُس پانیکے جاری ہونے مین نقصان ہوجاویگا چوتھی قسم تاثیر اتحادی ہے اُسکی حقیقت یہ ہے کہ شیخ اپنی روح کو کہ عامل کسی کمال کی ہے یعنے اُسکو کوئی کمال حاصل ہو طالب کی روح کیساتھ اپنی تمام قوت سے ایک کردے یعنی ایسا توجہ دے کہ شیخ کی روح اور طالب کی روح ایک ہو جاوے تاکہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح پر جاکے پڑے اور یہ مرتبہ توجہ کے قسمونمین سے بڑا قوی ہے کیونکہ یہ بات خوب ظاہر ہے کہ دونون روحونکے ایک ہوجانیکے سبب سے جوکچھ کہ شیخ کی روح مین ہے تلمیذ اور مرید کی روح مین پہنچتا ہے اور بار بار استفادہ اور سیکھنے کی حاجت نہین رہتی اور اولیاء اللہ مین اس قسم کا توجہ دینا شاذ نادر ہوتا ہے حضرت خواجہ باقی اللہ قدس سرہ کا حال منقول ہے کہ ایکروز اُنکے گھر مین کئی شخص مہمان ہوے اور کچھ کھانے کی چیز موجود نہ تھی حضرت خواجہ مہمانونکی ضیافت کی فکر مین نہایت پریشان خاطر ہو کے کھانیکی تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک نانوائی حضرت کے گھر کے قریب دوکان کرتا تھا حضرتکی اس تشویش کی اُسکو خبر ہوئی تب ایک خوان بھر بہت اچھی روٹی پکاکے بہت مکلف مرغن سالن کے ساتھ حضرت کیخدمتمین لایا اس سلوک سے آپ بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اُس نے عرض کیا کہ مجکو اپنا سا کردیجئے فرمایا اس حالت کی برداشت تو نہ کرسکے گا دوسری چیز مانگ نانوائی اسی سوال پر اڑا رہا اور خواجہ اُسکو ٹالے جاتے تھے آخر کو جب نانوائی نے بڑی منت ولجاجت کیا تب خواجہ لاچار ہو کے اسکو ایک حجرہ مین لیگئے اور تاثیر اتحادی اسپر کیا جب حجرہ سے نکلے تو خواجہ اور نانوائی کے درمیانمین صورت اور شکل کا کچھ فرق نتھا لوگونکو پہچاننا مشکل ہوا اسقدر فرق تھا کہ حضرت خواجہ ہوش مین تھے اور وہ نانوائی بیہوش اور بیخود آخر کو تین روز کے بعد اُس نانوائی نے اُسی سکر اور بیہوشی کی حالتمین وفات پائی رحمۃ اللہ علیہما پھر اس چارون قسم کی تاثیر کے بیانکے بعد فرمایا ہے کہ حاصل کلام کا یہ ہے کہ تاثیر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اس دبانے مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گود مین لیکے دبایا تھا تاثیر اتحادی تھی کہ اپنی روح لطیف کو بدنکے مسام کی راہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدنکے اندر داخل فرماکے روح مبارک کے ساتھ ایک کردیا اور شیر وشکر کیطرحسے ایک مین ملادیا اور بشریت اور ملکیت کے درمیان ایک ایسی حالت عجیب

پیدا ہوئی کہ اُس کا بیان نہین ہو سکتا انتہیٰ اس بیان سے چارون قسم توجہ کے بھی معلوم ہو گئے ا
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جو اپنی روح کی تاثیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مین دیا یہ بھی معلو
ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عمرؓ کو توجہ دیا اور اپنی روح کی تاثیر اُنکی روح مین
بخشی یہ بھی حدیث سے ثابت ہی اُس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی
عنہ سے پوچھا کہ کیا حال ہی فقط مجھی کو دوست رکھتا ہی یا میرے سوا دوسرے کو بھی محبت مین شریک
کرتا ہے کہا کہ محبت مشترک ہی آپکو دوست رکھتا ہون اور اپنے نفس اور فرزندون اور مال متاع کو بھی دو
رکھتا ہون تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ عمرؓ کے سینہ پر مارا اور ایک تعرف کیا اور فر
کہ اب کیا حال ہے اور تجھکو کیا معلوم ہوتا ہے کہا اہل اور مال کی محبت دور ہو گئی لیکن نفس کی محبت
ابھی تک باقی ہے تب دوسری بار عمرؓ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور پوچھا کہ اب تو کیا ہے کہا کہ سبکی محبت
جاتی رہی اور آپکی محبت کے سوا کسیکی محبت نہ باقی رہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو
مضمون سے توجہ دینے کی تاثیر بخوبی فہم مین آگئی اور اس توجہ دینے اور اپنی روح کی تاثیر دو
روح مین بخشنے کو کسینے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخصوصات مین نہ لکھا تو یہ توجہ دینا امت
واسطے بھی درست اور ثابت ہوا اور توجہ دینے کے مسئلہ کی یہ حدیث ماخذ ہوئی اور اس حدیث
یہ بھی معلوم ہوا کہ باوجودیکہ حضرت عمرؓ قرآن اور حدیث سے واقف تھے مگر دلکی صفائی کیواسطے
صلے اللہ علیہ وسلم کے توجہ دینے اور باطنی تاثیر بخشنے کے محتاج تھے تو جو لوگ کہ تفسیر حدیث فقہ عقا
تصوف کی کتابون سے واقف ہین اُن لوگونکو بھی مرشد کے توجہ کی حاجت ہی اور حضرت کی توج
لینے سے حضرت عمرؓ کو اُسی باتکی پوری تصدیق حاصل ہوئی جسکا حکم قرآن اور حدیث مین موجود
یہ نہین کہ حضرت عمرؓ کے دلمین کوئی نیا مضمون جو کتاب کے باہر ہے حضرت نے ڈالدیا تو مرشد
توجہ سے انھین باتونکی تصدیق کامل حاصل ہوتی ہے جو کتاب مین موجود ہے یہ نہین کہ سینہ بسی
کوئی نیا مضمون کتاب کے باہر چلا آتا ہے اب توجہ دینے کا طریقہ سنو وہ یہ ہے صراط المستقیم مین
نقشبندیہ طریقہ کے موافق چھون لطیفونکے ذکر کرکے توجہ دینے کے بیانمین جو مضمون لکھا ہے اُسکو

رح کے ساتھ لکھتے ہین وہ یہ ہے کہ فرماتے ہین کہ تلقین کرنیوالا کہ وہ اپنے لطیفونمین ذکر کو جاری کر چکا ہو
ہے اُسکو یہ کمال تو آگے سے حاصل ہے اب اسوقت مین اپنے لطیفونمین ذکر جاری کر کے اپنی پوری ہمت
دلکے تمام قصد کے ساتھ طالب کے لطیفونمین اُس ذکر کے ڈالنے کا قصد کرے اسطرحسے کہ پہلے اپنے
یفہ قلب مین ذکر جاری کر کے طالب کے لطیفہ قلب کیطرف متوجہ ہو کے اسمین اُس ذکر کو ڈالنے کا قصد کرے
کسیطرحسے سب لطیفونمین اور طالب سے پوچھتا جاوے جب اُسکے ایک لطیفہ مین ذکر جاری ہو رہے
ب دوسرے لطیفہ کی تعلیم کرے اور توجہ دینے مین دعا اور التجا کے وسیلہ کے ساتھ محض فضل آلہی سے
د چاہے اور توجہ کا ادنے اثر یہ ہے کہ طالب کے لطیفونمین ایک جنبش معلوم ہو نبض کی جنبش کے
ور پر اسطرحپر نہین کہ ہاتھ رکھنے سے معلوم ہو بلکہ اسطرح پر کہ لطیفون پر خیال کرنے کے ساتھ
ی جنبش معلوم ہو بلکہ اس حال ترقی کر کے دوسرے کاروبار مین عین مشغول ہونیکے وقت مین وہ
یفہ آدمی کو اپنی طرف متوجہ کرے اور نہ چھوڑے کہ بالکل اُن لطیفونکی طرف سے غافل ہو جاوے
ل الجمیل مین لکھا ہے کہ نقشبندیہ بزرگونکے عجیب عجیب تصرفات ہین وہ تصرفات یہ ہین کہ ہمت
ندھنا اور دلکے پورے قصد سے کسی مقصد اور مراد پر مستعد ہو جانا اور انکی ہمت کے موافق اُس مراد
ر مقصد کا ہونا اور طالب مین تاثیر کرنا اور مریض سے مرض کا دفع کرنا اور عاصی پر ایسا توجہ کرنا کہ وہ
بہ کرے اور لوگونکے دلونمین ایسا تصرف کرنا تاکہ وے لوگ اسطرح تصرف کرنیوالے کو دوست
کھنے لگین اور تعظیم کرنے لگین اور لوگونکے مدرکے مین تصرف کرنا تاکہ اُنکے مدرکے مین بڑے بڑے
اقعات عظیمہ کی مشکل نمود ہو جاوے اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر کہ اُسکو کونسی نسبت اور
سطرحکی نسبت حاصل ہے پھر وہ اہل اللہ زندہ ہون یا اہل قبور اور لوگونکے دلمین جو خیالات
ین اور اُنکے سینونمین جو بات کھٹکتی ہے اُسپر آگاہ ہو جانا اور واقعات آیندہ کا کھلجانا یعنے اللہ تعالے
کے خبردار کرنیکے کسی طریق سے غیب دانی کے طور پر نہین اور جو بلا دنیا مین نازل ہوئی ہو اُس کا
فع کرنا اور سوائے اسی کے اور جو تصرفات ہین اور ہم تجھکو اُنمین سے بعضے تصرفات کے
طریق پر بطور نمونہ کے آگاہ کرتے ہین اور یہ سب تصرفات جو نقشبندیونمین سے فنا فی اللہ اور بقا

باللہ والے بڑے بڑے بزرگونکے نزدیک ہین سو اس تصرفات کی بڑی شان ہے لیکن سارے نقشبندیہ
بزرگونکے پاس جو تصرف ہے علی العموم یعنی جو سارے نقشبندیہ بزرگونمین تصرف ہے سو طالب مین توجہ کی
تاثیر کا حاصل ہوتا ہے اور طالب مین تاثیر دینے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ یعنی روح کی
طرف متوجہ ہو اور اپنی پوری قوی ہمت سے اپنی روح سے اُسکی روح کو ٹکراوے اور اپنی روح
طالب کی روح سے ملاوے پھر ڈوب جاوے اپنی نسبت مین یعنی جو نسبت اُسکو حاصل ہے اُسمین
غرق ہو جاوے خاطر جمعی سے خوب دلکو جمع کرکے اور یہ تصرف کب ہو گا جب مرشد کا نفس حضرات
صوفیہ کے یہان جو نسبتین مقرر ہین اُنمین سے کسی نسبت کا حاصل ہو گا اور اُس نسبت کا بلکہ قوی
اُسکے نفس ناطقہ کو حاصل ہو گا تب اُسکے بعد طالب کو توجہ دینے کے قابل ہو گا اور نسبت کا بیان
قریب ہی ہو گا انشاء اللہ تعالے پھر جب مرشد اسطرح سے توجہ دیگا تب مرشد کی نسبت طالب کی
طرف منتقل ہوگی یعنے اُس طالب کے نفس ناطقہ مین وہ نسبت آ ملیگی طالب کی استعداد اور لیاقت
کے موافق اور نقشبندی بزرگونمین سے بعضے اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے قلب پر اُس
ذکر کے ضرب لگانے کو بھی شامل کرتے ہین اور جب طالب غائب ہوتا ہے تو نقشبندی بزرگین طالب
کی صورت کو خیال کرتے ہین اور اُسکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اسکو توجہ دیتے ہین اور ہمت کا ذکر
جو اوپر ہوا سو ہمت مراد ہے اجتماع خاطر اور دلکے قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب
اسطرح پر کہ دلمین کوئی خطرہ اور خیال نہ گذرے اُس مراد کے سوا جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے
اور مجھکو اُس شخص نے خبر دی جسپر مجھکو اعتماد ہے کہ بعضے مرشد لوگ نفی اور اثبات یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
کی ذکر مین مشغول ہوتے ہین اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے یہ ارادہ کرتے ہین اور دلمین یہ سمجھتے ہین کہ کوئی
اس آفت کا ٹالنے والا نہین اور کوئی روزی دینے والا نہین سوا اللہ کے اور اسیطرح جو مضمون
وقت اور حال کے مناسب ہوتا ہے اُس کا ذکر کرتے ہین کہ کوئی شخص فلانا کام کرنیوالا نہین سوا
اللہ کے انتہیٰ پس توجہ دینے کا طریقہ سمجھ مین آجانے کیواسطے اسقدر کفایت ہے جب سچا مرشد طالب کی
طرف حاضر ہونے یا غائب ہونیکی صورتمین اس مذکور طور سے متوجہ ہو گا تب اُسکے توجہ کی تاثیر طالب مین

پڑنے کا کون تعجب ہے یہ سب اللہ سبحانہٗ کی قدرت کے کارخانہ مین اپنے فرشتے اپنے رسول اپنے اولیاء کے
وسیلہ سے جسکو جو نعمت چاہتا ہے سو دیتا ہے بلکہ جتنی ہنر اور صنعت اور علم ہین بغیر اسکے اُستاد کے وسیلہ
اور تعلیم کے نہین آ گے اور یہ بات ایسی ظاہر ہے کہ محتاج دلیل کی نہین باقی ایک بات بڑے کام کی
یاد رہے وہ یہ ہے کہ قول الجمیل سے ثابت ہوا کہ غائب مرید کو مرشد کے توجہ دینے کا طریقہ بعضے صوفیہ
مین جاری ہی اور مرشد جو غائب ہو تو اُسے کچھ پوچھنے اور اُسکی طرف رجوع کرنے اور اُس سے کچھ مدد
چاہنے کا طریقہ تصوف کی کسی کتاب سے ثابت نہین مگر اسبات کا انکار اور منع البتہ تفسیر فتح العزیز
سورۂ مزمل کی اس آیت وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کی تفسیر مین موجود ہی جو چاہے اُس کتاب مین دیکھے
اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ جسطرح سے اللہ تعالیٰ کی ذکر اور یاد کرکے اللہ تعالے سے تقرب
پیدا کرتا ہے ویسا تقرب دوسرے مخلوقات سے پیدا کرے تو یہ ممکن نہین اسکا یہ سبب ہے کہ اسطرحکے تقرب
پیدا کرنیکی واسطے جس سے تقرب پیدا کیا چاہتے ہین اُسکے واسطے دو چیز چاہتی ہی پہلے احاطہ علمی ذکر کرنے
والونکی دل اور زبانکے ذکر پر اُسکو حاصل ہوتا کہ باوجود مختلف ہونے مکانون اور وقتون اور مردون اور
بانوئکے ذکر اور یاد کرنیوالی کی دل اور زبانونکے ذکر اور یاد کو معلوم کرلے دوسرے قوت نزدیک ہونیکی
اور ذکر کرنیوالے کے مدرکہ مین داخل ہونے اور اُس مدرکہ کو پر کرنیکی اُسکو حاصل ہو کہ ذاکر کے مدرکہ مین اُسکے
سوائے کسیکا خیال باقی نرہے اور ذاکر کی صفت جو ہی جسطرح سُنا دیکھنا پکڑنا چلنا وغیرہ ہی اُس صفت کا حکم
پیدا کرنیکی قوت اُسکو حاصل ہو کہ عرف شرع مین اسکو دنو اور تدلی اور نزول اور قرب یعنی خوب نزدیک
ہونا اور اُترنا بولتے ہین اور یہ دونون صفت اُس تعالیٰ کی ذات پاک کا خاصہ ہی یہ کسی مخلوق کو حاصل
نہین ۔ ہان کافر لوگ اپنے بعضے معبودون کے حقمین اور مسلمانون کے زمرہ مین سے بعضے پیر پرست لوگ
اپنے پیرونکے حقمین پہلی چیز کو یعنی احاطۂ علمی کو ثابت کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ دور سے لوگ دور اور نزدیک
کی بات سنتے اور جانتے ہین کہ جب کوئی اُنکو یاد کرتا اور پکارتا ہے تب جان جاتے اور سُن لیتے ہین اور اسی
اعتقاد کے سببسے اپنی احتیاج کیوقت اُنسے مدد چاہتے ہین لیکن کچھ ہوتا نہین اور اُن بزرگونکا حال
ایک دیرہ اور ایک طور پر نہین ہوتا ہے یعنی اگر کبھی اللہ سبحانہ کے دریافت کرانے سے کوئی بات دریافت ہو گئی

اور کبھی نہ دریافت ہوئی تو اس کا کیا اعتبار اور یہ احاطہ علمی نہوا اور حقیقت مین شبہہ مین پڑ گئے ہین سچ حضرت
حق عزّ و علا کی ذات کا خاصہ ہے کہ اپنے یاد کرنے والے کیطرف نزول فرماتا اور نزدیک ہوتا ہے اور اُسکے مدرکے کو
بڑا کرتا ہے کہ پھر دوسری چیز کی سمائی اور جگہہ باقی نہین رہتی اور اُسکے باطنی لطیفونپر غالب ہوتا ہے یعنی اُسکے
باطن مین اللہ ہی کا خیال رہجاتا ہے اور اسکی روح کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہو اور اُنہین واقع حقیقی نزدیک
ہونیکے سبب سے اللہ تعالیٰ آدمی کو نفع کی روح کا حکم پکڑتا ہے اور جو علاقہ کہ روح کو بدنکے ساتھ ہے وہی
اس نزدیک ہیع نیکو اُسکی روح کی ساتھ ہوجاتا ہے اور دوسرے مخلوقات ہرچند کہ روحانیت ہون اول
تو اُنکو علم محیط حاصل نہین کہ ہر ذکر کرنیوالونکی ذکر پر خبردار ہوجاوین اور دوسرے اُنکو یہ قدرت نہین کہ برابر
ذکر کرنیوالونکی روح پر غالب ہوجاوین اور اُسکو اپنے قابو مین کرلین کیونکہ دوسرے مخلوقات کو ایک
کام مین مشغول ہونا دوسرے کام سے باز رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو کوئی کام دوسرے کام سے باز نہین رکھتا
ہو انتہی اس مضمونکے تہت سی آیتین حدیثین بھری ہین سب کا لکھنا طول ہے اور وہ سب مشہور ہین اسواسطے
اس تفسیر کے مضمونپر کفایت کیا اور چونکہ شریعت مین یہ بات مشہور تھی کہ اللہ کے سوا دوسرا دور سے نہین سنتا
اور دوسرے کو دور سے پکارنا درست نہین اسواسطے شبہہ کا مقام تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے
پکارکے کہنا کہ السلام علیکم ایہا النبی و السلام علیکم یا رسول اللہ بھی شاید منع ہو سو حضرت نے اسکو بیان کردیا
کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے زمین پر اُترتے اور سیر کرتے پھرتے ہین میری اُمت کا سلام پہنچا دیتے ہین اس مضمونکی
کئی حدیث مشکوۃ وغیرہ حدیث کی کتابونمین موجود ہین اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہے
اور یہ خطاب کسی کے پکارنا ویسا ٹھہرا جیسا کہ خط مین خطاب کرتے ہین اور اس خطاب کا درست ہونا فقط
صلوۃ اور سلام کیواسطے ثابت ہوا ہے دوسری بات کے واسطے ثابت نہوا اور دوسرونکے واسطے غائب
ہونیکے صورتمین مطلق خطاب درست نہین زندے ہون یا مردے کیونکہ آیت حدیث فقہ عقائد تصوف
کہین سے یہ بات ثابت نہین اور تصوف کی کتابونمین یہ قاعدہ کلیہ مقرر ہے کہ جو حال کہ اُسکی گواہی قرآن
اور حدیث نہ دیوے سو باطل ہی یہ مضمون عوارف کے چوتھے باب کے آخر مین موجود ہے اور نوین باب مین
فرمایا ہی اور حقیقت اور حال اور جال کہ اُسکو شریعت رد کرے سو زندقہ یعنے کفر ہے تو جو شخص یہ دعوی کرے

کہ میرا غائب مرید جب مجھ سے دور سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے تب مجھکو معلوم ہوجاتا ہے تو وہ شخص صوفی نہین اور اس ملک مین سُنا ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص سے پوچھا کہ طالب جب اپنے مرشد کے غائب ہونیمین مرشد کیطرف متوجہ ہوتا ہے تب مرشد کو کسطرح دریافت ہوتا ہے تب اُس نے جوابدیا کہ ایک وقت میری چھاتی مین کچھ سرسراہٹ معلوم ہوئی عورتونکو چھاتی مین دودھ اُترنے سے شاید ویسا ہی معلوم ہوتا ہوگا تب مین نے معلوم کیا کہ شاید کوئی طالب میری طرف متوجہ ہوا ہے سو یہ بات لڑکا بھسلانے کی ہے اور یہ ویسی ہی بات ہو جیسا کہ عورتونین فواق یعنی ہچکی آنیسے کہتے ہین کہ کسینے یاد کیا غرض حضرات صوفیہ کے نزدیک ایسی واہی اور بے دلیل باتکا اعتبار نہین اُنکا طریقہ شیر و شکر کیطرح حدیث سے ملا ہوا ہے جیسا کہ آگے چلکے معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے بس توجہ دینے کا طریق جو کار آمدنی تھا سو ہمنے قول الجمیل سے لکھا اور باقی تصرفات حضرات نقشبندیہ کے جو مذکور ہوئے سو جسکو اس کا طریقہ دریافت کرنا منظور ہو سو قول الجمیل مین دیکھ لے

آٹھوین فصل اُن گیارہ لفظون کے بیان مین جن پر نقشبندیہ طریقہ کی بنا ہے

نقشبندیہ بزرگونکی اصطلاح مین کئی لفظین ہین کہ اُنپر اُنکی طریقہ کی بنا اور نیز ان سماؤنین سے بعضے مضمونسے اشارہ ہو اُنکے اشغال کیطرف اور بعضی مضمونسے اشارہ ہو اُنکے اشغال کی تاثیر کی شرط پر کہ اس مضمونسے اس اشغال مین تاثیر ہوگی سو اُن لفظونکو چونکہ سب طرحکی ذکر اور مراقبہ مین کام آتی ہین اسواسطے ہم اُن لفظونکو قول الجمیل سے شرح کے ساتھ لکھتے ہین وہ یہ ہین ہوش در دم نظر بر قدم سفر در وطن خلوت در انجمن یادکرد بازگشت نگہداشت یادداشت سو یہ آٹھون لفظین حضرت خواجہ عبد الخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہین اور بعد اُنکے تین لفظین منقول ہین حضرت خواجہ محمد نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ سے وہ لفظین یہ ہین وقوف زمانی وقوف قلبی وقوف عددی نقشبند کمخاب باف کہتے ہین خواجہ محمد نقشبند اور اُنکے باپ یہی پیشہ کرتے تھے اب سب لفظونکے معنے سنو ہوش در دم کے معنے یہ ہین کہ ہر سانس مین جاگتے رہنا سو ہمیشہ جاگنے والا رہے اور ہر سانس مین اپنی خبر کی تلاش

مین ہے کہ کیا وہ غافل ہے یا ذاکر یعنے اللہ تعالیٰ کو اسدم بھولا ہے یا کہ یاد رکھتا ہے یہ سانس غفلت
مین گذری یا حضوری مین گناہ مین گذری یا طاعت مین اور ہوش دردم کو محاسبہ کہتے ہین اور
یہ راہ ہے آہستہ آہستہ پہنچنے کی ہمیشہ کی حضوری کے مقام تک یعنی اس شغل سے برابر اسکو یاد رہیگا
کہ اللہ میرے پاس ہے اور یہ ہر سانس مین اپنی جانکی تلاش مین رہنا مبتدی یعنی نوسکھ کیواسطے
اور میانہ آدمی اپنی جانکی تلاش کرے کچھ دیری کے بعد مثلاً ایک ایک گھنٹے کے بعد تلاش کرے
کہ اُس پر غفلت آئی ہے یا نہین پھر اگر غفلت آئی ہو تو استغفار کرے اور آیندہ کو اُس غفلت کے
چھوڑنیکا ارادہ کرے اور اسیطرح کرتا رہے یہانتک کہ اس رتبہ کو پہنچ جاوے کہ ہر وقت برابر اُس
سبحانہ کی حضوری اسکو یاد رہے اور یہ دیری کے بعد تلاش کرنا جو ہے اسیکو وقوف زمانی
کہتے ہین حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند نے جب دیکھا کہ ہر سانس مین علم کیطرف متوجہ ہونا
یعنے حضوری کے جاننے اور خیال کو ہر سانس مین جانا کہ مجھکو اُسکی حضوری کا علم اور خیال ہے
یا نہین میانے آدمی کے حال کو پریشان کرتا ہے کیونکہ اُسکے مناسب تو استغراق توجہ الی اللہ مین ہے
اسطرح پر کہ اُسکو اس توجہ الی اللہ کا علم بھی آڑ نہ پڑے اور گھنٹے گھنٹے کے بعد اگر اس متوجہ ہونیکو جانیگا
تو اسمین اُسکو کچھ پریشانی نہوگی اور ہوش دردم کا شغل کامل ہونے سے بصیرت حاصل ہوتی ہی اور بصیرت کے
معنے آگے بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور (نظر بر قدم) کے یہ معنے ہین کہ سالک یعنی اللہ کی محبت کی
راہ چلنے والے پر یہ واجب ہے کہ اپنے چلنے کیوقت نہ دیکھے مگر اپنا قدم اور اپنے بیٹھنے کیوقت نہ دیکھے مگر اپنے
سامنے کیونکہ مختلف نقشونکی طرف عجیب رنگون کی طرف دیکھنا اُسکے حال کو خراب کرتا ہے اور جو اُسکی راہ ہی
اُس سے باز رکھتا ہی اور یہ دیکھنا لوگونکی آوازون اور باتونکے سننے کے حکم مین ہے اور یہ بات مبتدی کے
واسطے ہے لیکن منتہی جو ہے سو اُسپر یہ واجب ہے کہ وہ اپنے حال مین تامل اور غور کرے کہ وہ کسی نبی کے
قدم پر ہے کیونکہ بعضی اولیاء لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوتے ہین اور انمین سارے
کمال پورے پورے جمع ہوتے ہین اور بعضے اولیاء لوگ موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتے ہین خلاصہ یہ کہ
جو شخص جس نبی کے قدم پر ہوتا ہے اُسمین اس نبی کی خصلت اور چال کا پرتو ہوتا ہے مثلاً حضرت موسیٰ

علیہ السلام کے قدم پر جو ہوگا اُسکو اللہ تعالیٰ پر اسقدر توکل ہوگا کہ ذرا ذرا سی بات کو اُس سبحانہ سے سوال کریگا اور جو شخص
حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے قدم پر ہوگا اللہ تعالیٰ پر اسقدر توکل ہوگا کہ بڑی سی بڑی حاجت کے
وقت بھی سوال نکریگا اور سمجھیگا حَسْبِیْ مِنْ سُوَالِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ یعنے میرا سوال بھی بس ہے کہ میرے
حال کی میرے ربکو خبر ہے وعلیٰ ہذا القیاس سو جسکے قدم پر یہ ہے جب اُسکو پہچانا تب چاہیئے کہ اُسکا سارا
احوال اور سارے عمل اور کام اُسکے حال کے موافق ہوں جسکے قدم پر یہ ہے اور (سفر در وطن) کے یہ معنے
ہین کہ صفات بشریت جو خسیس اور بُری ہیں اُس سے انتقال اور کوچ کرے فرشتونکی صفات کیطرف جو بہت
عمدہ اور بہتر آدمی کی نیک صفات اور خصال کو فضیلہ کہتے ہین اور خسیس اور بُری صفات اور خصال کو
رذیلہ کہتے ہین اور وے دس ہین اور سب اس رباعی مین جمع ہین رباعی

خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ ٭ دہ چیز برون کن از درون سینہ ٭ حرص طمع و بخل و حرام و غیبت ٭
کذب و حسد و کبر و ریا و کینہ ٭ سو واجب ہے سالک پر کہ اپنی جانکی تلاش مین رہے کہ کیا اُسمین محبت
خلق کی کچھ باقی ہی یا نہین سو جب دریافت کرے کہ اُسمین کسیقدر یہ محبت باقی ہے یعنی خلق کی محبت
اسطور پر ہو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب ہو اور بال بچون کی اور صحابہ کی اور خلفاء راشدین اور
مجتہدین شریعت اور پیران طریقت اور علماء اور صلحاء اور اپنے مرشد کی محبت جو ہے سو اللہ کے
حکم سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب سے ہے سو بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اس مذکور محبت پر
غالب ہے ہتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جو اللہ تعالیٰ کے جمال اور احسان کے آئینے
ہین حقیقت مین اللہ تعالےٰ کی دوستی اور محبت ہے سو جب کسی مخلوق کی محبت اللہ سبحانہ کی محبت پر
غالب پاوے یا کسی فعل بد کی محبت دلمین پاوے تب سر نو توبہ کرے اور جانے کہ ابھی اُسکا ہیبت ہے
بعد اسکے کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے اپنے دل سے فلانی چیز کو مینے مٹا دیا اور اُسکے مقام مین اللہ کی
محبت کو مین نے ثابت اور قائم کیا اور تلاش اسواسطے ہے کہ محبت کی رگین دل کے اندر بہت سی
ہین چھپی ہوئی اُس کا نکالنا ممکن نہین مگر بڑی تلاش کے ساتھ اور واجب ہو سالک پر کہ یہ تلاش
کرے کہ اُسکے دلمین کسی کا حسد یا کینہ ہے یا کسی پر اعتراض ہے یا نہین سو اگر ان چیزون مین سے

کچھ یاد رہے تو اُسکو بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو ہمیشہ کہتے کہتے توڑ ڈالے اور خلوت در انجمن کے یہ معنے ہین کہ اپنے دل سے حقیقین مشغول ہے سارے احوال مین پڑھاتے اور بات کرتے اور خریدتے بیچتے اور کھاتے پیتے اور چلتے بیٹھتے وقت سو واجب ہے یہ کہ سالک حاصل کرے حق کیطرف متوجہ ہونے کا ملکہ سب کامون مین عاین مشغول ہونیکے وقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے کہا کہ اسی بات کیطرف اشارہ ہے اللہ تعالےٰ کے اس قول مین رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وے مرد کہ نہین غافل ہوتے سودا کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے یہ آیت سورۂ نور مین ہے بلکہ حق یہ ہے کہ فقیری وضع اور لباس کو اختیار کرکے ہمیشہ دلکو اللہ مین لگائے رہنا اسمین اکثر شبہہ ہوتا ہے ریا اور نمود کا سو بہتر یہ ہے کہ وضع ہو وضع علم اور دیانت کی اور عبادتو نین محنت کرنے کی اور دل ہو ہمیشہ حق کے ساتھ حضرت خواجہ علی رامیتنی نے اس مضمونکو فارسی مین کہا ہے

بیت

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش ۔ این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

اور یاد کرد کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ کو یاد کرے نفی اثبات کے ساتھ یعنے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ یا نرے اثبات کے ساتھ یعنے لفظ اللہ کے ساتھ یاد کرد سے یہ مراد ہے کہ جو ذکر مرشد سے سیکھا ہے اسکو ہمیشہ تکرار کرتا رہے یہانتک کہ حق جل شانہ کی ساتھ کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اسواسطے کہ ذکر اور یاد دفع غفلت کا نام ہے اور (باز گشت) کے معنے یہ ہین کہ جب ذکر کرنے بیٹھے تو ذکر کی ہر نشست کے ایک ٹکرے کے بعد تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ مناجات کیطرف رجوع کرے مثلاً ایک گھنٹے یا ایک پہر ذکر کریگا تو اسمین تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ ذکر کو موقوف کرکے مناجات کرے اس طور سے کہ دعا کرے اللہ عزوجل سے اپنے دل کے سارے ارادے سے یکبارگی اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ دُنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ لَکَ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَاَدْرِقْنِیْ وُصُوْلَکَ التَّامَّ اے پروردگار تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب مین نے چھوڑا دنیا اور آخرت کو تیرے واسطے تمام اور پوری کر اپنی نعمت کو میرے اوپر اور میرے نصیب کر اپنا پورا ملنا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ قول الجمیل مین فرماتے ہین کہ مین نے اپنے باپ قدس سرہ

سناکہ وے فرماتے تھے کہ ذکر مین بڑی شرط ہے سو سالک کو مناسب نہین کہ اس سے غفلت کرے اسواسطے کہ ہمنے جو پایا ہے
سو اسی مناجات کی برکت سے پایا اس خاکسار نے آزمایا ہے مبتدی کو آنکھ بند کرنیسے اس مناجات مین
غور کرنا آسان معلوم ہوتا ہے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اس مضمون پر حاشیہ
لکھا ہے وہ بہت مفید ہے وہ یہ ہے ذاکر جب کلمۂ طیبہ کو دل سے کہے تو اُسکے بعد اسطرح کہے یعنی جیساکہ اوپر دعا
مذکور ہوئی ہے کہ الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے یعنی اس فکر سے تو ہی مقصود ہے اسواسطے
کہ یہ کلمہ ہر نیک و بد خیالات کو مٹاتا ہے تو دمبدم اخلاص تازہ کرکے ذکر کو خالص کرنا چاہیے تاکہ باطن ماسوای
حق سے صاف ہو جاوے اور اگر ذاکر ایسا اخلاص نپاوے تو دعاے مذکور کو بطریق تقلید مرشد کے
کہا کرے تو مرشد کی برکت سے اُسکو انشاء اللہ تعالے اخلاص حاصل ہو جاوے گا اور بازگشت سے اخلاص
حاصل کرنا اسواسطے ذکر مین شرط عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دلمین وسوسہ آتا ہے سرور خاطر سے یعنی اُسکو ذکر کرنے
سے جو سرور حاصل ہوتا ہے تو اُسپر مغرور ہو جاتا ہے اور اُسیکو مقصود ذکر قرار دیتا ہے حالانکہ اُسکے
حق مین یہ زہر سے زیادہ مضر ہے انتہی اور (نگہداشت) کے معنی ہین کہ دل کے خطرون اور جی کے وسوسونکو
ہٹا دیوے اور دور کرے اور نکال پھینکے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے کہا کہ مناسب ہے کہ سالک اُس خطرے کو
پہلے ہی شروع مین جب وہ ظاہر ہونے لگے تب روکے اسواسطے کہ جب وہ خطرہ اور خیال ظاہر ہوتا ہے تب جی اُسکی
طرف جھکتا ہے اور وہ خطرہ جیمین اثر کرتا ہے تب پھر اُسکا نکلنا مشکل ہوتا ہے سو یہ راہ ہے خطرون اور وسواسونسے
ذہن کے خالی کرنیکا بلکہ حاصل کرنیکی اور (یادداشت) کے یہ معنے ہین کہ صرف واجب الوجود کی حقیقت کیطرف
یعنے اُس ذات مقدس کیطرف جو اللہ کی لفظ سے ہر کوئی بوجہ جاتا ہے متوجہ ہو اور یہ متوجہ
ہونا لفظون اور سارے خیالات سے خالی ہو اور حق یہ ہے کہ یہ مضمون درست نہین ہوتا ہے
مگر پورے فناء اور پورے بقاء کے بعد یعنے فناء اور بقاء کا مقام حاصل ہونیکے بعد یہ مضمون
درست ہوتا ہے اور نفی کے شغل مین جو شغل یادداشت کا ملانا ہوتا ہے سو یہی یادداشت ہے
اور (وقوف زمانی) کے معنے ہوش دردم کے معنی مین لکھ چکے اور (وقوف عددی) کے یہ معنے
ہین کہ نفی اثبات کی ذکر مین طاق عدد کا لحاظ رکھے اور نفی اثبات کے ذکر کا طریقہ نقشبندیہ

طرلقیہ کے ذکر مین لگینگے اور طاق عدد مین خاصیت عجیبہ ہے باطن کے گرم کرنے اور دلکا قصد جمع کرنے اور عشق کے ابھرنے اور نفس کے وسواس اور خیالات کے دور کرنیمین اور (وقوف قلبی) کے یہ معنی ہین کہ قلب کیطرف توجہ رکھے یعنے قلب کو جو اللہ تعالی نے بائین چھاتی کے نیچے رکھا ہے اُسکی طرف متوجہ ہو اور اُسکی صفائی مین کوشش کرے اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دلکی صفائی اللہ تعالے کی ذکر سے ہوتی ہے اور دلکی طرف متوجہ ہونیمین یہ حکمت ہے کہ آدمی کو اللہ تعالے نے اسطور پر پیدا کیا ہے کہ جہتونکی طرف اور آوازونکے سنے کیطرف متوجہ رہتا ہے اور یہ کہ اُسکے جیمین باتین اور خطرے پھرتے رہتے ہین سو اس متوجہ رہنے کو اسواسطے مقرر کیا ہے کہ فقط ایک دل کی طرف خیال رہے اور بہت سے خیالات باہرسے نہ آنے پاوین اور بہت سے خیالات کو چھوڑکے ایک طرف متوجہ ہونے کا ڈھب آجاوے تاکہ اس سیڑھی سے اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہونیکے کوٹھے پر پہنچے یعنے دلکی طرف متوجہ ہونیکو چھوڑ کے صرف اللہ کیطرف متوجہ ہوجاوے

نوین فصل مراقبہ کے بیان مین

حضرات صوفیہ کی اصطلاح مین مراقبہ کہتے ہین غور اور تصور کو جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہوا اور قول الجمیل کے حاشیہ مین مصنف رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ حقیقت مراقبہ کی یہ ہے کہ قوت ادراکیہ یعنی دریافت کرنے والی اپنے سارے منہ سے متوجہ ہوجاوے حضرت حق کی صفاتکی طرف یا جسم سے روح کے جدا ہونیکی حالت کیطرف یا مثل اسکے دوسری چیز کی طرف اس طور سے کہ عقل اور وہم اور خیال اور سارے حواس اُس متوجہ ہونیکے تابع ہوجاوین اور جو چیز محسوس نہین ہے سو بجاے محسوس کے معلوم ہوا انتہی محسوس کہتے ہین اُس چیز کو جو اس خمسہ یعنے سامعہ باصرہ شامہ ذائقہ لامسہ سے دریافت ہو اور غیر محسوس وہ جو ان پانچون سے دریافت نہو مثلا جسطرح سے موت محسوس چیز نہین ہے جب آنکھ بند کرکے کوئی تصور کرتا ہے کہ میری روح نکل گئی اور کھلی رہ گئی ہے اور منھ کھلا رہگیا ہے تب اُسکو موت ایک طرح سے بجاے محسوس کے معلوم ہوتی ہے جب یہ بات سمجھ مین آگئی اور خوب ذہن نشین ہوگئی تو اب ہر طرحکا

مراقبہ کرنا انشاء اللہ تعالیٰ آسان معلوم ہوگا خواہ اللہ تعالیٰ کی حضوری اور قرب اور معیت کا مراقبہ ہو یا نفی اور یاد داشت کا یا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یا صمدیت وغیرہ کا سب کا طور یہی ہے اور مراقبہ کی حقیقت کا یہ بیان سب طریقوں کے موافق ہے جس طریقہ کا مرشد جو مراقبہ تعلیم کریگا اُسکی حقیقت یہی ہے اور جو بعضے نادان سمجھتے ہین کہ جس چیز کی صورت نہین دیکھی اُسکا کسطرح تصور اور خیال کرین سو اُنکا جواب بھی ہو گیا اور لوگونکا تصور محسوس چیزونمین اور اس مراقبہ مین جو ہے سو اُسکا فرق ظاہر ہو گیا اور مراقبہ کی حقیقت خوب سمجھ مین آجانے کیواسطے امام قشیری کے رسالہ کا مضمون بھی کافی ہے اُس رسالہ مین لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کسی سفر مین تھے سو ایک لڑکے کو دیکھا بکری چراتے تب اُسنے کہا انمین سے ایک بکری بیچے گا تب اُسنے کہا کہ یہ بکری میری نہین ہے تب ابن عمر نے کہا کہ اسکے مالک سے کہنا کہ انمین سے ایک بکری کو بھیڑیا لیگیا تب لڑکے نے کہا فَاَیْنَ اللہ یعنی پھر اللہ کہان گیا سو ابن عمر اس قصے کے بعد ایک مدت تک کہا کرتے تھے کہ اُس لڑکے نے کہا پھر کہان گیا اللہ یعنے اُس لڑکے کو جو اللہ کے پاس اور ساتھ موجود ہونے کا مراقبہ کامل حاصل تھا اس سبب سے حضرت ابن عمر کو اُسکی بات مین بڑی تاثیر معلوم ہوئی اور اُسکے کہنے مین بڑی لذت پائی اُسی لذت کے سبب سے اس بات کو بار بار کہا کرتے تھے اور اُسی رسالہ مین ہے کہ مشائخون مین سے ایک شخص تھے کہ اُنکے تلمیذ اور مرید بہت سے تھے اُنمین سے ایک کیطرف تخصیص کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے اور بہ نسبت اورونکے اُسپر زیادہ توجہ کیا کرتے تھے تب لوگون نے اس کا سبب پوچھا تب شیخ نے کہا کہ اسکا سبب مین تم لوگونپر ظاہر کردیتا ہون تب اپنے ہر مریدونکو ایک ایک چڑیا دی اور ہر ایک سے کہدیا کہ اسکو وہان ذبح کر جہان کوئی نہ دیکھے اور اس مرید کو بھی ایک چڑیا دی پھر سب چلے گئے اور سب کے سب چڑیا ذبح کئے ہوئے پھر شیخ کے پاس آئے اور یہ مرید جیتی چڑیا لایا تب شیخ نے کہا کہ اسکو کیون نہ ذبح کیا تب اُس نے کہا کہ آپ نے مجھکو حکم دیا تھا کہ مین اُسکو ایسے مکان مین ذبح کرون کہ اُسکو کوئی نہ دیکھے سو مینے ایسا مکان نہ پایا جہان کوئی نہ دیکھے تب شیخ نے لوگون سے کہا کہ اسی سبب سے مین اُسپر تخصیص کے ساتھ توجہ کرتا ہون **فائدہ** اب ایک مراقبہ قول الجمیل سے ہم لکھتے ہین اسی طور پر سب مراقبہ کو قیاس کرے سو اُسکا بیان یہ ہے کہ ناف کے تلے دم کو آسانی کے ساتھ بند کرے یعنی جیسا کہ غور

کرنے مین ہوتا ہے اُسطی حسی سانس کو نرمی کے ساتھ بند کرے بعد سکے اپنے سارے ادراک سے یعنے اپنی
ساری عقل سے متوجہ ہو اُس معنی کیطرف جو نرا مجرد اور نرا بسیط ہے جسکو ہر شخص اللہ کے نام بولنے کے
وقت تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کمتر ہین جو اس معنے مجرد و بسیط کو لفظ سے خالی کر سکین یعنی اس لفظ کے
حرف اور آواز کا خیال نہ باقی رہے بلکہ فقط اُس لفظ کے معنی کا خیال باقی رہے یعنی اس نام والے کی
ذات پاک کا خیال باقی رہجاوے توچاہیے کہ طالب اس بات کی کوشش کرے کہ اس معنے بسیط کو الفاظ
سے جدا کرے اور اس معنی کیطرف متوجہ ہو بغیر مزحمت اور آڑ پڑنے خطرات اور اللہ کے سوا دوسری طرف
متوجہ ہونیکے جیسا کہ یادداشت کے معنی مین معلوم ہوا الحمد للہ کہ اس خاکسار پر یہ مراقبہ آسان ہوگیا ہے
اب بعضے وقت لفظ اور حرف کا خیال مشکل معلوم ہوتا ہے اور بعضے لوگون سے اس قسم کا ادراک نہین
ہو سکتا ہے تب بعضے مشایخ ایسے شخص کو دعا کرنیکا حکم کرتے ہین اور اُس دعا کا یہ طریقہ ہے کہ ہمیشہ برابر
دل اللہ تعالی کے جناب مین دعا کیا کرے اس عبارت سے یَا رَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ قَدْ تَبَرَّأْتُ
اِلَیْکَ عَنْ کُلِّ مَا سِوَاکَ اے پروردگار توہی میرا مقصود ہے مین تیرے سوا سب سے بیزار ہو کے
تیرے پاس آیا اس مضمون سے اور مانند اسکے جو مناجات ہوئے دعا کرے اور بعضے مشایخ ایسے شخص
کو حکم کرتے ہین کہ نرے خلاء یعنے خالی پن اور سُنسان کا خیال کیا کرے جیسا کہ نفی مین ہوتا ہے یا نور
بسیط یعنے نرے سادے نور کا خیال کیا کرے تا کہ اس خیال کے کرتے کرتے طالب اُس توجہ مذکور
تک پہنچ جاوے یعنے اُس معنے بسیط کو الفاظ سے جدا کر کے اُس معنی کیطرف متوجہ ہو جاوے اور بعضے
مشایخ سالک کو حکم کرتے ہین کہ اپنے دلپر خیال کرے اس طور پر کہ اُسپر سونے سے اللہ کا نام لکھا ہے
اس مراقبہ سے بھی وہی غرض ہو کہ سب طرف سے دل کا خیال جمع ہو کے اُس نام والے کی ذات پاک
کا خیال باقی رہجاوے یہ سب طریق مراقبہ کا حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کے موافق لکھا اور صراط المستقیم
مین جو مراقبہ وحدانیت کا لکھا ہے اُس سے بھی یہ بات بخوبی حاصل ہوتی ہے یعنے سب طرف سے
دل کا خیال جمع ہو کے اس ذات پاک کا خیال باقی رہجاتا ہے وحدانیت کے مراقبہ کا طریق ذکر کی
فصل مین معلوم ہوگا۔ **فائدہ** مراقبہ قرآن کی تلاوت کا کچھ ہدایات کے بیان مین معلوم ہوا اب کچھ

شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ کی شرح جزری اور تفسیر فتح العزیز کے موافق سنو جب قرآن کی تلاوت کرے تب دل کی حضوری کے ساتھ تجوید کے قاعدونکی رعایت کرکے آوازکی ترقیق اور تحزین اور تحسین کے ساتھ عرب کے لحن سے قرارت کرے جسمین غفلت کا دروازہ بند ہوجاوے اور دل کے خیالات دور ہوجاوین اس حضوری کی راہ یہ ہو کہ اپنے کان کو اپنی زبان کے پاس کرے اور اپنے دلکو اپنے کان کے پاس اور اس مقام مین دو حال ہین پہلے یہ خیال کرے کہ اللہ تعالی کے روبرو کھڑا ہوا اللہ تعالے کے سامنے قرآن شریف پڑھتا ہے اور وہ سبحانہ وتعالیٰ اُسی قرآن کو سنتا ہے تب اس صورت مین اس شخص کا حال سوال کرنا اور بیقراری کرنا اور گریہ اور زاری اور اخلاص کے ساتھ دعا کرنا ہوتا ہے اور دوسرا حال یہ ہے کہ اپنے دل کی آنکھ سے دیکھے کہ گویا کہ اُس کا رب اپنی مہربانی کے ساتھ اسکی طرف مخاطب ہو اور اس سے بات کرتا ہو اپنے احسان اور انعام کے ساتھ اور اس شخص کا حال اس مقام مین حیا اور تعظیم اور کان کے سنا ہوگا اور اسکے اوپر ایک درجہ ہے کہ اُس کا دریافت کرنا مشکل ہی ہان مگر بعضے قاریون کو آسان ہی اور وہ یہ ہے کہ کلام مین کلام کرنیوالے کو دیکھے اور نہ اپنی طرف دیکھے اور نہ اپنی قرارت کیطرف اس خاکسار نے جو دریافت کیا تو یہ حق الیقین کی حالت ہی جو فنا اور بقا کے بعد حاصل ہوتی ہے اور اسکی حقیقت حال اور مقام کے بیانکی فصل مین انشاء اللہ تعالی بیان ہوگی اور عین العلم مین لکھا ہے کہ ادنے مرتبہ قرآنکی قرارت کا یہ ہے کہ قاری اپنے دلمین سمجھے کہ ہم اللہ تعالے کے سامنے پڑھتے ہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ قاری سمجھے اللہ تعالیٰ اُس سے بات کرتا ہے یعنے وہ اللہ تعالی کا کلام اللہ تعالی سے سنتا ہے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ کلام کرنیوالے کو اور اُسکی صفات اور اُسکے افعال کو قاری دیکھے اور یہ تیسرا مرتبہ صدیقین کے واسطے ہی اور پہلا اور دوسرا مرتبہ اصحاب الیمین کیواسطے اور ان تینون کے سوا غافلونکے واسطے انتہیٰ

فائدہ صدیقین کا بیان یہ ہے تعرف مین لکھا ہے ابن عطا نے کہا کہ ادنی منازل سولونکا جو ہی سو تینونکا اعلی مراتب ہے اور تینونکا جو ادنے منازل ہے سو صدیقین کا اعلی مراتب ہی اور صدیقونکا جو ادنے منازل ہے سو شہداء کا اعلی مراتب ہی اور شہیدونکا جو ادنے منازل ہے سو صالحین کا اعلی مراتب ہی اور صالحین کا ادنے منازل جو ہے سو مومنین کا اعلی مراتب ہی منازل کے معنے اترنا مرتبہ اور مراتب کے معنے